صفر المظفر ۱۴۴۵ھ/اگست ۲۰۲۳ء
AUGUST-2023 Rs. 30/-

فرمان تاج الشریعہ

”اللہ تعالیٰ نے میرے ولی نعمت جدی الکریم سیدی و سندی و کنزی ومعتمدی لیومی وندی امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم وآگہی کا کیسا آفتاب عالمتاب بنایا تھا کہ جس کے نور سے کتنے مسائل علمیہ مجلّی اور اہل علم مستنیر اور جملہ عوام مستفیض ہوئے اور تصانیف مبارکہ سے ہر زمانے میں ہوتے رہیں گے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر تصنیف لطیف میں فوائد علمیہ کی بہتات ہوتی ہے اور اس میں رنگ تنقیح صاف جھلکتا ہے۔“ [مقدمہ برتجلی السلم]

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

بیادگار
امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰحضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ
سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰحضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی
مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان
ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
شمارہ نمبر ۸
Issue No. 08
Vol. 8 جلد نمبر ۸
۱۴۴۵ھ
صفر المظفر
اگست ۲۰۲۳ء
مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی
تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ
قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۱۳۵ امریکی ڈالر
انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔
نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔
ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔
Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453
Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in
رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳
ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

فرمان تاج الشریعہ

”اللہ تعالیٰ نے میرے ولی نعمت امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت کو علم وآگہی کا کیسا آفتاب عالمتاب بنایا تھا کہ جس کے نور سے کتنے مسائل علمیہ مجلّی اور اہل علم مستنیر اور جملہ عوام مستفیض ہوئے اور تصانیف مبارکہ سے ہر زمانے میں ہوتے رہیں گے۔“

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

فتاویٰ رضویہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلوے

اداریہ

یوں تو فتاویٰ رضویہ یہ خالص فقہی شاہکار ہے، اس کی مکمل بارہ جلدیں صرف علمی اور فقہی مذاق پر مشتمل ہیں، لیکن اس میں بھی عشق رسالت کی عطر بیزی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اور اس کا ہر مسئلہ عشق رسالت کا آئینہ دار ہے، جسے قاری کا دل و دماغ اس کی بھینی بھینی خوشبو سے معطر ہو اٹھتا ہے، امام اہل سنت کا یہ عظیم الشان شاہکار بھی ان کے نزدیک نبی ناز رحمت کا فیضان وعطیہ ہے، اسی لئے آپ نے اپنے فتاویٰ کا نام بھی ایسا ہی رکھا جس کے الفاظ آپ کی اس عقیدت و محبت کا برملا اظہار کر رہے ہیں ''العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة'' آپ کا قلم جس موضوع پر بھی اٹھا ہے، اس کی سرخیوں میں عشق و محبت کے شرارے ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی عظمت و تقدس کا خیال لمحہ بھر کو آپ کی ذات سے جدا نہ ہوا، ملاحظہ فرمائیے کہ فتویٰ نویسی کے وقت مختلف فقہی مسائل کے ہجوم میں بھی عشق رسول اور عظمت رسالت کی پاس داری کا رنگ کتنا گہرا ہے۔

تقبیل الابہامین یعنی ''اشھد ان محمد رسول الله'' یا اسم رسالت سن کر انگوٹھے چومنے کے جواز پر نہایت ہی مفصل و مدلل و تحقیقی جواب تحریر فرمایا اور یہ ثابت کیا کہ نام اقدس ﷺ کو سن کر انگوٹھوں کو چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ باعث حفظ صحت و بصر اور کار ثواب و اجر ہے، اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد ایک طرف آپ کی فقہی بصیرت و بصارت میں بے مثل و جداگانہ کر و فر کی تخصیص ہوتی ہے تو دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کی ذات محسن کائنات سے آپ کی بے پناہ عشق و الفت کا عرفان بھی ہوتا ہے، ذیل میں مسئلہ کی قدر تفصیل ملاحظہ فرمائیے اور اس کے حرف حرف سے نکلنے والی عشق و محبت کی کرنوں سے دلوں کو روشن و منور کیجئے:

''حضور پر نور، شفیع یوم النشور، صاحب لولاک ﷺ کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص ۴۲۵]

آگے حضرت ملّا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''قلت و اذاثبت رفعه الی الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فیکفی للعمل به لقوله علیه الصلاة و السلام علیم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کا بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تو صدیق سے کسی شئے کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے، اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص ۵۲۶-۵۲۷]

اسی طرح خوشبو سونگھتے وقت حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے جواز پر علما و صلحا اور صحابۂ کرام کے اقوال و افعال پیش کر کے ثابت فرمایا کہ یہ عمل باعث ثواب کثیر اور فضل جمیل ہے:

''خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسندیدۂ بارگاہ رسالت ہیں ﷺ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ و بارک و سلم فرماتے ہیں: حبب الی من دنیا کم النساء و الطب و جعلت قرة عینی فی الصلاة۔ تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۲۲۵]

اسی طرف مختلف قسم پانی کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’وہ پانی جس سے وضو صحیح ہے، مینھ، دریا، نہر، چشمہ، جھرنے، جھیل، بڑے تالاب، کوئیں کے پانی تو ظاہر ہیں بالخصوص قابل ذکر مائے مبارک زمزم شریف ہے کہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک اس سے وضو وغسل بلا کراہت جائز ہے اور ڈھیل کے بعد استنجا مکروہ اور نجاست دھونا ممنوع ہے۔‘‘

یہ مسئلہ بیان کرتے ہوئے آپ کا عشق وعرفان انگڑائیاں لیتا ہوا پردۂ ذہن پر چھا گیا کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ زمزم شریف ہی تمام پانیوں سے اعلیٰ وارفع ہے جبکہ ان تمام پانیوں سے اعلیٰ وارفع ایک اور پانی ہے، حاشیئے میں آپ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زمزم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہِ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا، علما تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی کوثر وزمزم سب سے افضل ہے مگر اب وہ کہاں نصیب۔‘‘ [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد اوّل، ص ۴۰۸]

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر — ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام اہل سنت کی نبی ناز رحمت سے وارفتگی وشیفتگی کا عالم یہ تھا کہ جن ادنی سے ادنیٰ چیزوں کو رسول اکرم سے قرب یا ان سے ادنی سی بھی نسبت حاصل ہو، ان کا بھی ادب واحترام اور ان کی عظمت وتقدس کا پورا پورا خیال فرماتے، چنانچہ پانی ہی کے بیان میں فرماتے ہیں:

’’حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک یا جبہ شریف یا کاسہ مطہرہ تبرک کے لئے جس پانی میں دھویا قابل وضو ہے، اگرچہ اس میں قصد قربت بھی ہو، ہاں پاؤں پر نہ ڈالا جائے کہ خلاف ادب ہے، اگر منھ پر جاری کیا تو منھ کا وضو ہو گیا، ان کا تو نام پاک لینے سے دل کا وضو ہو جاتا ہے.. الحمدللہ! ان پاک کرنے والے پانیوں کی ابتدا زمزم شریف بلکہ اس آب اقدس سے ہوئی جو انگشتان مبارک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکمال رحمت جوش زن ہوا اور انتہا اس پانی پر ہوئی جو حضور کے آثار شریفہ کو دھو کر برکات عالیہ کا منبع ومخزن ہوا۔‘‘ [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد اوّل، ص ۴۵۶]

واللہ کیا عاشقانہ جملہ ہے، ایک ایک حرف عشق والفت کا مہکتا ہوا گلاب معلوم ہو رہا ہے، رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات کی تعظیم وتوقیر اور ان کے فیوض وبرکات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً وخلفاً زمانۂ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب، بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق، جن میں بعض کی تفصیل فقیر کی کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں، اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی وکم نصیبی ہے، ائمۂ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شئے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: من اعظامه وإكباره صلى الله تعالى عليه وسلم إعظام جميع أسبابه واكرام مشاهده وامكنة من مكمة والمدينة ومعاهده ومالمسه عليه الصلاة والسلام او عرف به۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، جو چیز حضور کی طرف منسوب ہو، جس چیز کو حضور نے چھوا ہو یا جو چیز حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو، اس کی تعظیم کی جائے۔)

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً شرقاً غرباً، عجماً عرباً علمائے دین وائمۂ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے...............

علما فرماتے ہیں جس کے پاس نقشۂ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے، عورت دردزہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نہ لُٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چُرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع درد ومرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد نہم، ص ۹۲]

ایک دوسرے مقام پر جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے عشق ومحبت کا دریا بہاتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

''جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے، پھر ردائے اقدس، جبہ مقدسہ وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے، پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلیٰ واکرم واولیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے، اس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔

مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند، بلکہ صرف نام پاک سے اس شئے کا اشتہار کافی ہے، ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیماردل، پرآزار دل! جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی، نہ ایمان کامل۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷، ص ۲۲۷]

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اپنے معشوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی قدر ومنزلت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''تربت اطہر یعنی وہ زمین جو جسم انور سے متصل ہے کعبۂ معظّمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، صرح بہ ابن عقیل الحنبلی و تلقاہ العلماء بالقبول باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں، کعبۂ معظّمہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضع تربت اطہر اور مکہ معظّمہ سوائے کعبہ مکرمہ! ان دونوں میں کون افضل ہے، اکثر جانب ثانی ہیں اور اپنا مسلک اوّل اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، طبرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ المدینۃ افضل من المکۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد چہارم، ص ۶۸۷]

آپ کو شہر محبوب سے اس قدر محبت تھی کہ ''مدینہ منورہ'' کے لئے لفظ ''یثرب'' سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے، جب بھی کوئی مدینہ منورہ کے لئے لفظ ''یثرب'' استعمال کرتا آپ تڑپ جاتے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

''مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ۔ جو مدینہ کو یثرب کہے، اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے، مدینہ طابہ ہے..... .... علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: فتسمیتھا بذلک حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ۔ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتا ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۶۱]

آپ در محبوب ﷺ کی حاضری کو قریب الواجب قرار دیتے ہیں کیوں کہ حج بھی تو انہیں کے طفیل نصیب ہوتا ہے۔ ؎

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

درمحبوب پہ آپ کا عشق وادب اتنا محتاط ہے کہ جالی شریف کے بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بھی اجتناب فرماتے ہیں کہ کہیں کوئی بے ادبی نہ ہوجائے، آپ رحمت عالم ﷺ کی رحمت پر اتراتے ہوئے سراپا عجز وانکسار بن جاتے ہیں کہ ”یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ اپنے حضور بلایا اور مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی“ آپ کوچۂ جاناں میں حاضری کے آداب وضوابط، عشق ومحبت کی روشنی میں رقم کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے، بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں، راہ پرخطر ہے، وہاں بیماری ہے، خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو، جان ایک دن جانی ضرور ہے، اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے، اسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا، والله الحمد۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں، اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود وذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے، بہتر کہ پیادہ ہولو، روتے سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ ؎

جائے سر است ایں کہ تو پامی نہی | پائے نہ بینی کہ کجا می نہی
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا | ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۵) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو، جلال وجمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہوجاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، اور نئے بہتر سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو، رونے کا منہ بناؤ اور دل بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضری ہو، صلوٰۃ وسلام عرض کرکے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہوکر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے، آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش ونگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام وکلام ضرور ہو تو جہاں تک ہو کترا جاؤ، ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو، پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد بن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمۂ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: لا فرق بین موته وحياته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فی مشاہدته لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلى لا خفائفه۔ ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام مسلک متوسط اور اعلی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں: انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عالم (بحضورک وقيامک وسلامک) أي بجميع احوالک وافعالک وارتحالک ومقامک۔ ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانۂ حاضری دربار اقدس صرف قل یا قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور ان کا اپنا قبول نصیب کر، آمین۔

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو، کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے، والحمدللہ۔

(۱۶) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو، لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار فتاوائے علم گیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ یقف کما فی الصلوۃ حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے، یہ عبارت عالم گیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا واضعاً یمنه على شماله دست بستہ دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگر چہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجہ قربت کے ساتھ ہے، والحمدللہ۔

(۸) الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، نہایت ادب ووقار کے ساتھ بآواز حزیں وصورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست (کہ سنت کے خلاف ہے اگر چہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا) مجرا وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو: السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته، السلام عليك يارسول الله، السلام عليك ياخير خلق الله، السلام عليك

یا شفیع المذنبین ،السلام علیک و علیٰ آلک و اصحابک و امتک اجمعین۔
(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو: اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ۔
(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض کی وصیت کی بجالاؤ، شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کی جو اس رسالہ کو دیکھیں، وصیت کرتا ہے کہ جب انھیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں، اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے، آمین: الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و ذویک فی کل آن و لحظۃ عدد کل ذرۃ الف الف مرۃ من عبیدک احمد رضا ابن نقی علی یسئلک الشفاعۃ فاشفع لہ و للمسلمین۔
(۲۱) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ ،السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیک یا امیر المؤمنین و السلام علیک یا متمم الاربعین، السلام علیک یا عز الاسلام و المسلمین و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی جانب پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیکما یا خیفتی رسول اللہ ،السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ ،السلام علیکما یا ضجیع رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ، أسئلکما الشفاعۃ عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم و علیما و بارک و سلّم۔
(۲۴) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں، دعا میں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر۔
(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔
(۲۶) پھر روضۂ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر مکروہ وقت میں پڑھ کر دعا کرو۔
(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستونوں کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔
(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس (بھی) بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز و تلاوت، درود میں گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہئے نہ کہ یہاں۔
(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کرلو، یہاں تمہاری یاددہانی ہی کو دروازے سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا: نویت سنۃ الاعتکاف۔
(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔
(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔''

[فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد چہارم، ص ۲۳ر تا ۷۲۰]

روضۂ انور کی نقل یا تصویر کے تعلق سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:
''روضۂ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلا شبہ معظمات دینیہ سے ہے، اس کی تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے، ع اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

اس کی زیارت بآداب شریعت اوراس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب وبداہت عقل سے مستحب و مطلوب ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷رص ۲۳۱]

ایک مقام پر حضرت علامہ تاج الدین فاکہانی علیہ الرحمۃ الربانی کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

''روضۂ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے، وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے، جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے، جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے، ولہٰذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷رص ۲۳۱]

نعلین مقدس کے متعلق ابن عساکر کے حوالے سے ایک عاشق رسول ﷺ کی واردات قلب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اے فانی کی یاد کرنے والے! ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک بوسی کر! زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے، اپنا خسارہ (رخسار) اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل، اے نعل مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر! تیری عزت وشرف بلند پر میری جان قربان، تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے، تجھے دیکھ کر انھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفےٰ ﷺ کی رفتار یاد آ گئی، لہٰذا اب اپنے اشک رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں، اے تصویر نعل مبارک! تونے مجھے وہ قدم پاک یاد دلا دیا جس کے لئے بلندی وجود واحسان وفضل قدیم سے ہیں، اگر میرخسارہ (رخسار) تراش کر اس قدم پاک کے لئے کفش بناتے تو دل کی تمنا برآتی یا میری آنکھ ان کی فش مبارک کے لئے زمین ہوتی تو اس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی، ع جزاک اللہ خیرا یا ابا الیمین۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷رص ۲۵۴]

نعل مقدس سے متعلق ایک اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبی تأثرات کو اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں:

''اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں، اپنے سر اور اپنے منہ پر رکھتا اور کبھی چومتا اور کبھی سینے سے لگاتا ہوں، میں اپنے دھیان اسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے ہوئے دیکھتا ہوں، اس نقشہ پاک کو اپنے رخسار پر رکھ کر جنبش دیتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسار پر چل رہے ہیں، آہ! کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے، ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسار پر پڑے، میں نقشہ مبارک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بنا کر رکھوں گا، شاید دل کی آگ ٹھنڈی ہو، میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا، شاید بہتی پلکیں رکیں، سن لو! تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار! کیا اچھا ہے اسے بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے، ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کریں، اللہ عزوجل کا سلام اترے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب تک باد صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں، اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وامتہ ابدا، آمین۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷رص ۲۵۵]

قارئین کرام فتاویٰ رضویہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں پائیں گے جہاں امام عشق ومحبت شرعی احکام کو عشق ومحبت کی خوشبو میں بسائے نظر نہ آتے ہوں، بلاشبہ فتاویٰ رضویہ احکام شرعیہ کے ساتھ محبت رسول ﷺ کی خیرات کا منبع ومصدر ہے، مولائے کریم امام اہل سنت کی مرقد انور کو تا حشر عاشقان رسول ﷺ کا مرجع بنائے رکھے، آمین۔

◆◆◆

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

بدنگاہی کے اثرات

اسلامیات

بدنگاہی، فحاشی، بے حیائی، عُریانیت اور متعدد دیگر فتنوں اور برائیوں کی جڑ ہے، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو شرم وحیاء کا مُظاہرہ کرنے، بدنگاہی سے بچنے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ، وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ۔(۱) مسلمان مَردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے، یقیناً اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ (سنگھار) نہ دِکھائیں۔"

بدنگاہی... بدکاری کا نقطۂ آغاز

بدنگاہی، فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کا نقطۂ آغاز ہے، لہٰذا شریعت مطہرہ نے بے حیائی کے اس باب کو کھلنے سے پہلے ہی بند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔(۲) بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ، جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں۔"

شیطان کا زہریلا تیر

بدنگاہی نہایت ہی گھناؤنا عمل اور شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک ہے، اس سے بچنا حلاوتِ ایمانی کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي، أَبْدَلْتُهُ إِيمَاناً يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ۔(۳) بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو اسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خوف سے چھوڑے گا، میں اُسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"

جس طرح زہر میں بجھا ہوا تیر انسان کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے، اسی طرح بدنگاہی بھی ایک مسلمان کے لیے ہلاکت، بربادی اور زہر میں بجھے ہوئے تیر کی مانند ہے، جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

بدنگاہی... شکل وصورت بگڑنے کا باعث

بدنگاہی چہرے کی رَونق کو ختم کرنے اور شکل وصورت بگڑنے کا بھی باعث ہے؛ کیونکہ بدنگاہی وہ ناپسندیدہ فعل ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملتی ہے، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَتَغُضُّنَّ أَبْصَارَكُمْ، وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوجَكُمْ، وَلَتُقِيمُنَّ وُجُوهَكُمْ أَوْ لَتُكْسَفَنَّ وُجُوهُكُمْ۔(۴) تم لوگ ضرور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا کرو، اپنی شرم گاہوں کی ضرور حفاظت کیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور تمہارے چہروں کو بگاڑ (کر بے رونق کر) دے گا۔"

بدنگاہی کرنے والا لعنت کا مستحق ہے

نبی اکرم ﷺ نے بدنگاہی کرنے والے اور اس کا ذریعہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے، ارشاد فرمایا:

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

"لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ-(۵) اللہ تعالیٰ بدنگاہی کرنے والے اور جس کی طرف بدنگاہی کی جائے ، اس پر لعنت فرمائے ۔"

بدنگاہی... آنکھوں کا زِنا

مُعاشرے میں جنم لینے والی متعدد خرابیوں اور برائیوں کی ایک بڑی وجہ بدنگاہی بھی ہے، یہ اس قدر گھناؤنا اور غیر اَخلاقی فعل ہے کہ حدیثِ پاک میں اسے آنکھوں کا زِنا قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فَزِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ-(۶) آنکھوں کا زِنا حرام دیکھنا اور زبان کا زِنا حرام بات کہنا ہے اور دل بدکاری کی تمنّا اور خواہش کرتا ہے، جبکہ شرمگاہ اس خواہش کو یا تو پورا کرتی ہے، یا پھر اُس خواہش کو دبا کر اُسے رَدّ کر دیتی ہے۔"

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي-(۷) آنکھیں زِنا کرتی ہیں اور ہاتھ زِنا کرتے ہیں اور پاؤں زِنا کرتے ہیں اور شرمگاہ زِنا کرتی ہے۔"

آنکھوں کا زِنا بدنگاہی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زِنا بلا ضرورتِ شرعی کسی غیر محرم عورت کو چھونا ہے اور پیروں کا زِنا شراب خانے، یا زِنا کے اَڈّے، یا کسی ایسی طرف چلنا ہے جہاں جانا شرعاً جائز نہیں۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر، خواتین جس بے پردگی اور فیشن پرستی کا مُظاہرہ کرتی اور ناچتی گاتی ہیں اور بے شرمی کے ساتھ اجنبی مَردوں کے ساتھ بے تکلّف ہوتی ہیں، اس سے غیر محرم مَردوں کی ہوس کی خوب تسکین ہوتی ہے اور وہ جی بھر کر ہاتھ، پاؤں، زبان اور آنکھوں کا زِنا کر کے، خود کو نارِ جہنّم کا مستحق ٹھہراتے ہیں، خدارا! اپنی ماؤں بہنوں کو شرعی پردہ کروائیں، انہیں شرم وحیا کی تعلیم دیں اور ان میں قرآن وسنّت کے اَحکام کی پاسداری اور لحاظ رکھنے کی سوچ پیدا کریں۔

آنکھوں میں زِنا کے اثرات

بدنگاہی نہایت ہی بُرا عمل ہے، حضرتِ علّامہ تاجُ الدّین سبکی اپنی کتاب "طبقاتِ شافعیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے سرِ راہ کسی عورت کو غلط نگاہوں سے دیکھا، پھر جب وہ میر المومنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے نہایت ہی پُر جلال لہجے میں فرمایا: يدْخل أحدُكم وفي عَيْنَيْهِ أثرُ الزِّنَا "تم میں کوئی ایسی حالت میں بھی میرے سامنے آتا ہے، کہ اس کی آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہوتے ہیں!" اُس شخص نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (معاذ اللہ) اب آپ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ کہ آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہیں؟ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: لَا! وَلکنّهَا فراسةٌ (۸) " مجھ پر وحی تو نازِل نہیں ہوتی (لیکن میں نے جو کچھ کہا بالکل سچی بات ہے؛ کیونکہ ربّ کائنات نے مجھے ایسی) فِراست عنایت فرمائی ہے (کہ میں لوگوں کے دِلوں کے حالات وخیالات جان لیتا ہوں)"

بدنگاہی... شیطان کا کامیاب وار

بدنگاہی شیطان کا ایسا کامیاب وار ہے کہ بہت سے عابد و زاہد اس کے باعث اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے "الروض الفائق" میں مذکور ہے کہ "ایک مؤذن جسے اذان دیتے ہوئے چالیس سال ہو گئے تھے، ایک دن اذان دیتے ہوئے اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی تو عقل اور دل جواب دے گئے، اذان چھوڑ کر اس عورت کے پاس پہنچا اور نکاح کا پیغام دیا، وہ کہنے لگی: میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا! پوچھا: تیرا مہر کیا ہے؟ کہا: دینِ اسلام چھوڑ کر نصرانی بن جا! (معاذ اللہ)، یہ سن کر اُس بدنصیب نے مرتد ہو کر عیسائی مذہب اختیار کر لیا، نصرانی عورت نے کہا: میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تو جا کر اُس سے

اسلامیات

نکاح کی بات کر لے، جب وہ نیچے اُترنے لگا تو اُس کا پاؤں پھسلا اور وہ حالتِ کفر میں مر گیا۔" (۹)

عبادت کی حلاوت و مٹھاس

جبکہ اس کے برعکس جو شخص خوفِ الٰہی کے سبب بدنگاہی سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے عبادت کی حلاوت و مٹھاس اور خیر و برکت عطا فرماتا ہے، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى محاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بصرِهٖ إِلَّا أَحْدَثَ اللهُ لَهُ عِبَادَةً يجِدُ حَلَاوَتَهَا۔ (۱۰) کوئی مسلمان اگر کسی عورت کے محاسن (حسن و جمال) پر پہلی نظر پڑتے ہی اپنی نگاہ نیچی کر لے، تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔"

جنّت کی ضمانت

بدنگاہی سے حفاظت جنّت کی ضمانت کا سبب ہے، حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ، أَضْمَن لَكُمُ الجَنَّةَ: (1) اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، (2) وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، (3) وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، (4) وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، (5) وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، (6) وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ۔ (۱۱) تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱) جب بات کرو تو سچ بولو، (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، (۳) جب امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اسے ادا کر دیا کرو، (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو، (۶) اور اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو۔"

جہنّم سے حفاظت کا سبب

بدنگاہی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچنا، جہنّم سے حفاظت کا سبب ہے، حضرت مُعاویہ بن حَیدہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ: (1) عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ، (2) وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، (3) وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ محارِمِ اللهِ۔ (۱۲) تین طرح کی آنکھیں جہنّم کی آگ کو نہیں دیکھیں گی: (۱) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا، (۲) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے، (۳) اور وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے رُک جائے۔"

ایک اَور مقام پر حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثَةُ أعيُن لَا تمسّها النَّار: (1) عينٌ فقئت فِي سَبِيل الله، (2) وَعينٌ حرست فِي سَبِيل الله، (3) وَعينٌ بَكت من خشيَة الله۔ (۱۳) قیامت کے دن تین 3 آنکھوں کو جہنّم کی آگ نہ چُھوئے گی: (۱) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں زائل (یعنی شہید) ہوگئی، (۲) وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں پہرہ دیا، (۳) اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی۔"

اچانک نظر پڑ جانے کا حکم

اگر کسی غیر محرم عورت پر اچانک غیر ارادی طَور پر نظر پڑ جائے، تو فوراً اپنی نگاہ پھیر لینی چاہیے، حضرت سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصرِفَ بَصَرِي۔ (۱۴) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (غیر محرم عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لُوں۔"

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مُخاطَب کر کے ارشاد فرمایا:

"يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الأُولَى

وَ لَیسَتْ لَکَ الاٰخِرَۃُ۔(۱۵)اے علی!(غیر ارادی طور پر) نظر پڑ جانے کے بعد پھر دوبارہ نظر مت ڈالو؛ کیونکہ تمہارے لیے پہلی (غیر ارادی) نظر تو مُعاف ہے، مگر دوسری نظر جائز نہیں ہے۔"

جو لوگ گلی بازاروں اور مارکیٹوں میں غیر محرم عورتوں کو اِرادۃً گھورتے اور بدنگاہی کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کو بار بار پڑھنا اور اس پر غور وفکر کرنا چاہیے؛ کیونکہ غیر محرم عورت پر اچانک پہلی نظر پڑنے کی مُعافی ہے، لیکن دوبارہ اِرادۃً دیکھنا حرام وگناہ ہے، جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

بدنگاہی کی موجودہ جدید صورتیں

موجودہ دَور میں بدنگاہی کی جو مختلف صورتیں رائج ہیں، اُن میں سے ایک جدید شکل انٹرنیٹ پر فحش مَناظر سے لُطف اندوز ہونا اور حیا سوز فلمیں ڈرامے دیکھنا بھی ہے، اسی طرح موبائل فون پر اجنبی اور غیر محرم لڑکیوں سے چیٹ کے نام پر چوری چھپے باتیں کرنا، ان کے ساتھ برہنہ تصاویر کا تبادلہ کرنا بھی، فحاشی، بے حیائی اور بدنگاہی کے زُمرہ میں آتا ہے، جو کہ گناہ کبیرہ اور شدید عذاب کا باعث ہے اور قرآنِ کریم میں اس کی بڑی مذمّت بیان ہوئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔(۱۶) وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

قرآنِ پاک میں ایسے لوگوں کو شیطان کا پیروکار قرار دیا گیا ہے، اللہ ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّہٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ۔(۱۷) اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا۔"

لہٰذا ہمیں اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کہ آنکھوں سمیت ہمارے جسم کے تمام اعضا اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، ہم اپنے جسم کے کسی بھی حصے کے مالک نہیں، ان کا صحیح اور دُرست استعمال ہماری ذمّہ داری ہے، ان آنکھوں سے اچھے اور نیک کام کریں، قرآنِ کریم کی زیارت کریں، اس کی تلاوت کا شرف حاصل کریں، مقدّر کی یاوَری ہو تو بیت اللہ شریف اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کریں، اپنے والدین اور اہل و عیال کو نہایت شفقت اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھیں اور بزرگانِ دین اور علمائے امّت کی زیارت کریں اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر علم دین حاصل کریں۔

ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل

ہمارے اَسلاف ہمیشہ اپنی نگاہیں نیچی رکھتے اور بدنگاہی سے بچتے رہتے، علّامہ ابن جَوزی "عیون الحکایات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیّدُنا اَسْوَد بن کلثوم بہت ہی باحیا اور صالح نوجوان تھے، چلتے وقت آپ کی نگاہیں ہمیشہ اس طرح جھکی رہتیں، کہ پاس سے گزرنے والوں کی بھی خبر نہ ہوتی، ایک بار آپ عورتوں کے قریب سے گزر رہے تھے، خدشہ تھا کہ اچانک ان پر نظر پڑ جائے، تو ان میں سے کسی عورت نے دوسری سے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ تو حضرت سیّدُنا اَسْوَد بن کلثوم ہیں، ان کی نظریں تو زمین سے اُٹھتی ہی نہیں، پھر یہ کسی غیر عورت پر نظر کیوں کر ڈالیں گے۔(۱۸)

حضرت سیّدنا امام غزالی "اِحیاء العلوم" میں نقل فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا مجمع نے ایک بار اوپر کی طرف دیکھا، تو ایک چھت پر موجود کسی عورت پر (غیر ارادی طور پر) نظر پڑ گئی، آپ نے اپنی نگاہ فوراً جھکالی اور اِس قدر شرمندہ ہوئے کہ دل میں یہ عہد کرلیا کہ آئندہ کبھی اُوپر نہیں دیکھوں گا۔(۱۹)

بدنگاہی کے نقصانات

بدنگاہی کا مرض آج ہمارے مُعاشرے میں بہت عام ہو چکا ہے، ہماری خواتین کے چُست اور مختصر لباس، بے پردگی نیز

اسلامیات

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا(Electronic and Print Media) نے بدنگاہی کے اس مرض اور فحاشی و بے حیائی کو عام کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے، جبکہ فلموں، ڈراموں، ٹاک شوز(Talk Shows) اور اشتہار بازی کا حصہ بنا کر، عورت کی صنفی کشش کا ناجائز فائدہ اٹھایا، اور مال ودَولت کی چمک دِکھا کر، یا اُن کی مجبوری اور غربت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر، عورتوں کو بیچ چوراہے پر لاکھڑا کیا ہے۔

بدنگاہی اور بے حیائی عام کرنے میں میڈیا کا شیطانی کردار

بدنگاہی اور بے حیائی کا کلچر(Culture) عام کرنے میں میڈیا(Media) کے شیطانی اور مذموم کردار کو بھی کسی طَور پر نظر اَنداز نہیں کیا جا سکتا، اس میڈیا(Media) نے انسانی سوچ کے زاویے بدل کر رکھ دیے ہیں، آج کا انسان عموماً صرف وہی سوچتا اور دیکھتا ہے جو اسے میڈیا(Media) سناتا اور دکھانا چاہتا ہے، تمام ٹی وی چینلز ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور مقبولیت کے چکر میں، فحاشی، بے حیائی اور عُریانیت کو خوب فروغ دے رہے ہیں، انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کے نام پر آج جو مَواد نشر کیا جا رہا ہے، وہ کسی طَور پر بھی دیکھنے کے لائق نہیں! ہمارا میڈیا(Media) ہولی دیوالی کی تقریبات دکھا کر، ہندوانہ رسم ورَواج عام کرنے کی کوشش کر رہا ہے! فلموں ڈراموں میں ماں باپ کی نافرمانی، اور بڑے بھائی بہنوں سے بدتمیزی کے مَناظر دکھائے جا رہے ہیں، سُسر بہو اور دیور بھابھی کے ناجائز تعلقات کے سین (Scenes) دِکھا کر، نسلِ نَو اور ہماری تہذیب وثقافت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح فیس بک(Facebook)، یوٹیوب(You Tube)، ٹک ٹاک(Tik Tok) اور انٹرنیٹ(Internet) پر اَخلاق باختہ گندی فلموں، ڈراموں اور گانوں کے ذریعے فحاشی، عُریانیت اور بے حیائی پھیلائی جا رہی ہے، نامحرم اور اجنبی لڑکے لڑکیوں میں فرینڈ شپ(Friend Ship) اور باہمی بات چیت کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں، جو پہلے بدنگاہی اور پھر زِنا اور بدکاری کا باعث بنتے ہیں۔(٢٠)

بدنگاہی اور بے حیائی کا کلچر اور مُعاشرے پر اس کے اثرات

یہ حقیقت ہے کہ ہم بدنگاہی اور بے حیائی کے جس کلچر کے عادی ہو چلے ہیں، وہ تباہی اور بربادی کا کلچر(Culture) ہے، بدنگاہی کے باعث انسان کے دل میں بے شمار وَسوَسے پیدا ہوتے ہیں، دل صنفِ مخالف کی جانب راغب ہو کر دیگر اَعضا کو زِنا پر مجبور کرتا ہے، پھر قدم گناہ کی راہ پر اٹھتے اور زبان گناہ کا کلام کرتی ہے، پھر موبائل فون(Mobile Phone) پر راتوں میں چوری چھپے باتیں ہوتی ہیں، انٹرنیٹ(Internet) پر ای میل (E-mail) اور تصویروں کا تبادلہ ہوتا ہے، تعلیمی ادارے عاشقی معشوقی کی نرسری بن جاتے ہیں، پھر تفریحی مقامات پر نوجوان اور نامحرم لڑکے لڑکیاں دنیا ومافیہا سے بے خبر بیٹھے نظر آتے ہیں اور تنہائی میسر آنے پر وہ گناہ بھی سرزَد ہو جاتا ہے جس کا عذاب قیامت میں دوگنا ہے۔

بات یہاں ختم نہیں ہوتی، جب زِنا سے دل بھر جاتا ہے تو پھر اجتماعی زیادتی، نشہ آور اشیا کا استعمال اور جرائم کی جانب بھی رغبت ہونے لگتی ہے اور یوں یہ بدنگاہی بعض اوقات ایک ایسے موڑ پر لاکھڑا کرتی ہے، جہاں واپسی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔(٢١)

لہٰذا اِصلاحِ مُعاشرہ کی غرض سے ہمیں چاہیے کہ ہر ایک اپنا اپنا کردار ادا کرے، ہماری خواتین چُست اور ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں جسم کی چمک دِکھائی دے، سج دھج کر بغیر پردہ وحجاب کے گلی بازاروں میں نہ نکلیں، مرد حضرات چلتے وقت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، نامحرم عورتوں کو اِرادۃً نہ دیکھیں اور ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کے قہر وجلال اور اس کے عذاب کو پیشِ نظر رکھیں۔

یاالٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو(٢٢)

اے اللہ! ہمیں بدنگاہی اور پریشان نظری سے محفوظ فرما، بُرے اَعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری عطا فرما، حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے ہماری بے باکیوں غفلتوں سے درگزر فرما، ہمیں شرم وحیا کی دولت عطا فرما اور

ہماری ماؤں بہنوں کو پردہ وحجاب کے اہتمام کی سعادت اور توفیق مَرحمت فرما، آمین یاربّ العالمین۔

حوالہ جات: (۱) پ18، النور30، 31. (۲) پ8، الأنعام. 151 (۳) "المعجم الکبیر" باب، ر10362، 10/ 173 (۴) "المعجم الکبیر" یحیی بن أیّوب المصری... إلخ، ر7840: 8/ 208. (۵) "السنن الکبری" للبیہقی، کتاب النکاح، باب ماجاء في الرجل ینظر إلی عورۃ الرجل... إلخ، 7/ 99. (۶) "صحیح مسلم" کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظّہ من الزنا وغیرہ، ر6753، ص1157 (۷) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد اللہ بن مسعود، ر3912، 2/ 84 (۸) "طبقات الشافعیۃ الکبری" الطبقۃ 2، ومنہا علی ید... إلخ، 2/ 327. (۹) انظر: "الروض الفائق" المجلس 2 قولہ تعالی: الرحمن... إلخ، ص10 (۱۰) "مسند الإمام أحمد" حدیث أبي أمامۃ الباہلي الصدَی... إلخ، ر22341، 8/ 299 (۱۱) "مُستدرَک الحاکم" کتاب الحدود، ر8066، 8/ 2866. (۱۲) "المعجم الکبیر" معاویۃ بن حیدۃ القشیری، ر1003: 19، / 416. (۱۳) "مستدرک الحاکم" کتاب الجہاد، ر2430: 3/ 914 (۱۴) "صحیح مسلم" کتاب الآداب، باب نظر الفجاءۃ، ر5644: ص. 961 (۱۵) "سنن الترمذی" باب ماجاء في نظرۃ الفجاءۃ، ر2777: ص627 (۱۶) پ18، النور. 19: (۱۷) پ18، النور21 (۱۸) "عیون الحکایات" لابن الجوزی، الحکایۃ السابعۃ والسبعون بعد الثلاثمائۃ ... إلخ، ص. 329 (۱۹) "إحیاء علوم الدین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام الأوّل من المرابطۃ المشارطۃ، 4/ 432. (۲۰) دیکھیے: "ذرائع اِبلاغ کا مثبت استعمال اور نیکی کی دعوت" واعظ الجمعہ 26 نومبر 2021ء، ملتقطاً۔ (۲۱) دیکھیے "بد نگاہی، قرآن وحدیث کی روشنی میں" آن لائن آرٹیکل۔ (۲۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو، 133۔ ◆◆◆

ص ۲۲ ؍ کا بقیہ........................

دیوالی کے چراغ اور رکھشا بندھن کی راکھی اپنانے تک بھی پہنچے گا، آپ کفریہ شرکیہ کلمات کی بنیاد پر منع کریں گے تو کہہ دیا جائے گا آپ آیت قرآنی صِبۡغَةَ اللّٰهِ‌ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً پڑھ کر رنگ لگائیں، اندھیرا دور کرنے کی نیت سے دیوالی پر چراغ جلائیں اور حفاظت کی نیت کے ساتھ لڑکی سے راکھی بندھوائیں۔

ذرا سوچیں!

اس وقت ہمارے پاس بچاؤ کا کیا راستہ ہوگا؟ کیوں کہ اس وقت بھی جواز کی دلیل وہی رہے گی جو آج یوگا کے لیے استعمال کی جارہی ہے، اس لیے جو علما یوگا کے پس منظر سے ناواقف ہیں وہ معلومات حاصل کریں اور مفتیان کرام اس پر شرعی تقاضوں کے مطابق حکم شرع بیان کریں تا کہ مدارس کا وقار بھی سلامت رہے اور اہل ایمان بھی تہذیبی ارتداد کے فتنے سے محفوظ رہیں۔

ص ۵۳ ؍ کا بقیہ........................

نے جواب دیا: ہاں ہر گھڑی اور رات دن ہر وقت خدا موجود ہے۔

عالم نے فرمایا: مگر اس کی دلیل؟ بڑھیا بولی: دلیل یہ میرا چرخہ ہے، عالم نے پوچھا: یہ کیسے؟ وہ بولی: وہ ایسے کہ جب تک میں اس چرخہ کو چلاتی رہتی ہوں، یہ برابر چلتا رہتا ہے اور جب میں اسے چھوڑ دیتی ہوں، تب یہ ٹھہر جاتا ہے، تو جب اس چھوٹے سے چرخہ کو ہر وقت چلانے والے کی ضرورت ہے تو زمین وآسمان، چاند سورج کے اتنے بڑے چرخوں کو چلانے والے کی ضرورت کس طرح نہ ہوگی؟

پس جس طرح میرے کاٹھ کے چرخہ کو ایک چلانے والا چاہیے، اسی طرح زمین وآسمان کے چرخہ کو ایک چلانے والا چاہیے، جب تک وہ چلاتا رہے گا، یہ سب چرخے چلتے رہیں گے اور جب وہ چھوڑ دے گا تو یہ ٹھہر جائیں گے مگر ہم نے زمین وآسمان چاند سورج کو ٹھہرے نہیں دیکھا تو جان لیا کہ ان کا چلانے والا ہر گھڑی موجود ہے، عالم نے سوال کیا: اچھا یہ بتاؤ کہ آسمان وزمین کا چرخہ چلانے والا ایک ہے یا دو؟

بڑھیا نے جواب دیا: ایک ہے اور اس دعویٰ کی دلیل بھی یہی میرا چرخہ ہے، کیونکہ جب اس چرخہ کو میں اپنی مرضی سے ایک طرف کو چلاتی ہوں، یہ چرخہ میری مرضی سے ایک ہی طرف کو چلتا ہے، اگر کوئی دوسری چلانے والی بھی ہوتی، تب تو چرخہ کی رفتار اور تیز ہوجاتی اور اس چرخہ کی رفتار میں فرق آ کر نتیجہ حاصل نہ ہوتا اور اگر وہ میری مرضی کے خلاف اور میرے چلانے کی مخالف جہت پر چلاتی تو چرخہ چلنے سے ٹھہر جاتا مگر ایسا نہیں ہوتا، اس وجہ سے کہ کوئی دوسری چلانے والی نہیں ہے۔

ٹھیک اسی طرح آسمان وزمین کا چلانے والا اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور آسمانی چرخہ کی رفتار تیز ہو کر دن رات کے نظام میں فرق آجاتا، یا چلنے سے ٹھہر جاتا، یا ٹوٹ جاتا، جب کہ ایسا نہیں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ضرور آسمان وزمین کے چرخہ کو چلانے والا کوئی ایک ہی ہے۔ (سیرت الصالحین)

اسلامیات

از: مولانا عبداللطیف علیمی*

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سوالات

سوال:1 :اللہ تعالیٰ کو فدائے محمد یا شیدائے محمد کہنا کیسا ہے؟
جواب: آج کل کچھ نعت خواں اور قوالوں کو سنا جاتا ہے کہ جب وہ اشعار پڑھتے ہیں تو کسی شعر میں فدائے محمد یا شیدائے محمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ "فدائے محمد" کہنا سخت حرام تر حرام ہے اور شیدائے محمد کہنا بھی درست نہیں ہے کہ اس میں بھی معنیٰ سوء کا احتمال ہے، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:
"اللہ عزوجل کو فدائے محمد کہنا کفر ہے، فدا کے اصل معنیٰ ہیں اپنی جان دے کر کسی کو بچانا اللہ تعالیٰ حی قیوم ہے، اس کے لئے موت نہیں نیز جان دے کر دوسرے کو اس وقت بچایا جاتا ہے جب کی جان بچانے والا کسی اور ترکیب سے جان بچانے سے عاجز ہو اور اللہ تعالیٰ معجز ہے، اسے عاجز ماننا کفر ہے اور شیدائے محمد کہنا بھی جائز نہیں کہ اس میں معنیٰ سؤ کا احتمال ہے، شیدا کا معنیٰ آشفتہ، فریفتہ، مجنون، عشق میں ڈوبا ہوا، عاشق ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے۔" (فتاویٰ شارح بخاری، ج۱ :،ص۱۴۱ :، دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال:2 :بارش دیکھ کر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کیسا ہے:
جواب: جب بارش کے آثار دیکھے جاتے ہیں تو کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں یہ جملہ کلمہ کفر ہے ایسا جملہ بولنے والا سخت گنہگار بدکار ہے جس نے ایسا جملہ استعمال کیا وہ کافر و مرتد ہو گیا اگر شادی شدہ ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نئے مہر پر نکاح کرے، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:
"اللہ عزوجل آنے جانے سے منزّہ ہے، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کلمہ کفر ہے وہ بھی ڈبل۔ ایک تو اللہ عزوجل کے لئے آنا ماننا، دوسرے بارش کو عزوجل کہا۔"
(فتاویٰ شارح بخاری، ج۱ :،ص۱۸۱ :، دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال:3 :اللہ وارث یا یا وارث کہنا کیسا ہے؟
جواب: کچھ لوگ وارث پاک کو اللہ وارث یا یا وارث کہتے ہیں اگر لفظ "اللہ وارث" سے ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر مددگار ہے تو شرعاً کوئی حرج نہیں لیکن اگر ان کی مراد معاذ اللہ یہ ہے کہ حضرت حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمہ کو اللہ کہتے یا برابر ٹھہراتے ہیں تو صریح شرک ہے اور یا وارث کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں بالکل کہہ سکتے ہیں، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:
"اگر ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ وارث ہے تو اس جملے میں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ حضرت حاجی وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کہتے ہیں تو صریح شرک، یا وارث کہنے میں کوئی حرج نہیں۔" (فتاویٰ شارح بخاری، ج۱/ص۲۰۳/دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال:4 :راکھی باندھنا اور بندھوانا کیسا ہے؟
جواب: جو مسلمان عورت ہندوؤں کو یہ دھاگا باندھے یا جو مسلمان مرد ہندو عورتوں سے دھاگا بندھوائے وہ سب فاسق و فاجر سخت گنہگار ہیں ان پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کریں اور آئندہ خلاف شرع امور نہ کرنے کا عہد کریں، فتاویٰ شارح بخاری میں ہے:
"جن مسلمان عورتوں نے ہندوؤں کو ڈورہ باندھا یا جن مسلمان مردوں نے ہندو عورتوں سے یہ ڈورہ بندھوایا وہ سب فاسق و فاجر، گنہگار، مستحق عذاب نار ہوئے، کسی بھی کافر کے قومی شعار کو اختیار کرنا حرام و گناہ ہے جیسے ہولی کھیلنا۔"
(فتاویٰ شارح بخاری، ج۲ :،ص۵۶۶ :، دائرۃ البرکات گھوسی)

سوال:5 : کیا نماز پڑھنے کے بعد مصلّٰی کا کونہ نہ موڑا جائے تو

*مضمون نگار دارالافتا فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

شیطان نماز پڑھتا ہے؟

جواب: اکثر جگہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جب نماز پڑھ لیتے ہیں تو مصلیٰ کو آدھے سے خاص طور سے مصلّی کا کونہ موڑ دیتے ہیں پوچھنے پر کہتے ہیں کہ اگر مصلّی کا کونہ نہ موڑا جائے تو شیطان نماز پڑھنے لگے گا، یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے بہتر ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد مصلّی کو لپیٹ کر رکھ دیں کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے لیکن لوگوں کا یہ کہنا کہ اس پر شیطان نماز پڑھنے لگے گا یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے، صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونہ لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔"

(بہار شریعت، ج ٤ :، ح ١٦ :، ص ١٢١ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:6 : کیا رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر رات کے وقت آئینہ دیکھا جائے تو اسے منہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اس لیے رات میں آئینہ نہیں دیکھنا چاہیے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ دن ہو یا رات کسی بھی وقت آئینہ دیکھنا منع نہیں، اس لیے کہ اس کا ثبوت نہ شریعت کے اعتبار سے ہے نہ ہی تجربے سے بلکہ عورت اگر اپنے شوہر کے سنگار کے لیے آئینہ دیکھے تو ثواب کی مستحق بھی ہے اس لئے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی وجہ سے روکی نہیں جاسکتی، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں، بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے، نہ طبا، نہ تجربۃ اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بنا پر منع نہیں ہوسکتی۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ٩ :، نصف اوّل، ص ١١٩ :، رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال:7 : کیا چھینک آنے سے بدفالی آتی ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر وہ کہیں جاتے ہیں اور کسی شخص کو چھینک آجائے تو اس کام کے لیے جاتے وقت رک جاتے ہیں کہتے ہیں اگر جائیں گے تو نقصان ہوجائے گا یہ لوگوں کی جہالت و نادانی ہے بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکر الٰہی کرنا نیک فال ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

" بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لیے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بدفالی خیال کرنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی ہے۔"

(بہار شریعت، ج ٤ :، ح ١٦ :، ص ١٠٣ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:8: کیا عورت کے لیے حمل کی حالت میں مہندی لگانا درست نہیں ہے؟

جواب: یہ بات عورتوں میں بہت مشہور ہے کہ حمل کی حالت میں مہندی نہیں لگانا چاہیے یہ ان کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ سوگ کے دنوں کے علاوہ عورت جب چاہے مہندی لگا سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں چاہے وہ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم فرمایا ہے تاکہ عورتوں کے ہاتھوں کا مخنثوں اور مردوں کے ہاتھوں سے امتیاز ہوسکے، بہار شریعت میں ہے:

" عورتوں کو ہاتھوں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے، بلاضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے، لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔"

(بہار شریعت، ج ٤ :، ح ١٦ :، ص ٢٠٨ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:9 : بائیں ہاتھ سے کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں حالانکہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت کے خلاف ہے افضل دائیں ہاتھ سے کھانا پینا ہے اور اگر پانی پیے تو بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے پیئے اور تین سانس میں پیئے ہر مرتبہ برتن

اسلامیات

کو منہ سے ہٹا کر سانس لے پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیئے غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے جب پی چکے الحمدللہ کہے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"اس زمانے میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورہ یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں، ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب داہنے ہاتھ سے پینا ہے۔" (بہار شریعت، ج۴ رح۱۶رص۲۶رقادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:10 : وضو اور جوٹھے کا بچا ہوا پانی پھینکنا کیسا ہے؟

جواب: آج کل یہ طریقہ بھی لوگوں میں رائج ہے کہ وضو کرنے کے بعد لوٹے میں جو پانی بچ جاتا ہے اسے پھینک دیتے ہیں اور ایسے ہی پانی پینے کے بعد جو پانی برتن میں بچ جائے اس بھی پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے، البتہ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے، صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جوٹھا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جوٹھے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے، لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے۔" ملخصا

(بہار شریعت، ج۴ ؛ ح۱۶ ؛ ص۲۷ ؛ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:11 : کھانا کھانے کے لیے صرف ایک ہاتھ یا انگلیاں دھلنا کیسا؟

جواب: کچھ لوگوں کا طریقہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں صرف ایک ہاتھ یا انگلیاں یا چٹکی ہی دھلتے ہیں یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھلے جائیں، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔"

(بہار شریعت، ج۴ ؛ ح۱۶ ؛ ص۱۸ : قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:12 : کیا کسی کو کوئی میسج نہ بھیجنے سے نقصان ہوتا ہے؟

جواب: آج کل سوشل میڈیا پر لوگ کچھ ایسے میسیج بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے اتنی جگہ بھیجو تو فائدہ ہوگا ورنہ نقصان یہ لوگوں کی جہالت ہے مسلمانوں کو اس طرح کے واہیات و خرافات سے بچنا لازم و ضروری ہے، منتخب مسائل فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور اللہ پر افترا ہے کہ ایسا کرو گے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہوگے۔" (منتخب مسائل فتاویٰ رضویہ، ص۱۰۹)

◆◆◆

ص ۳۰ / کا بقیہ ....

ہمارا جرم کیا ہے؟ ہم نے کسے نقصان پہنچایا؟ کب نام نہاد سیکولر پارٹیوں کو ووٹ نہیں کیا؟ پھر بھی ہماری فکر نہیں؟ ہمارے درد کا احساس نہیں؟

جب حالت یہ ہے تو پھر ہونا یہ چاہیے کہ ہر صوبائی اسمبلی میں کم از کم اپنی قیادت کے اتنے لوگ ضرور بھیج دو تا کہ سیکولر، سیکولر رہ سکیں، سیکولر پارٹیوں کو ہم تبھی سیکولر رکھ سکتے ہیں جب اپنی قیادت مضبوط ہو ورنہ سیکولر کب کمیونل ہو جائیں کچھ کہا نہیں جا سکتا، جیسے سارے سیکولر بابری مسجد پر کمیونل ہو گئے! کسی نے کچھ کہا؟ یہ خاموش کمیونل ہیں، سوچو اور فیصلہ کرو ورنہ وہ یونہی تمہیں مجبور سمجھ کر ووٹ بھی لیتے رہیں گے اور چوٹ بھی پہنچاتے رہیں گے۔

.... جاری

اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت عشق رسول میں کمال کا سبب

(از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

یوگا ورزش ہے یا کچھ اور؟

احوال وطن

۲۱ رجون کو عالمی یوگا ڈے (Yoga Day) منایا گیا، اس بار سرکاری مدارس میں بھی یوگا کی مشقیں خوب کی گئیں جس پر مذہبی طبقے میں کافی چہ می گوئیاں ہوئیں اور اس پر دو الگ الگ رائیں سامنے آئیں۔ بعض حضرات کے نزدیک یوگا صرف ایک کسرت اور جسمانی ورزش کا نام ہے جس کا کسی مذہب یا مذہبی رسومات سے کوئی لینا دینا نہیں جب کہ دوسرے حضرات کا ماننا یہ ہے کہ یوگا ایک ہندوانہ رسم اور شرکیہ ثقافت کا حصہ ہے جس سے پرہیز ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے بھی یوگا کو جاننے سمجھنے کی تھوڑی بہت کوشش کی، حالیہ تحریر اسی کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔

یوگا کسے کہتے ہیں؟

ہندو مفکرین اور کتابوں کے مطابق یوگا سنسکرت کے لفظ یُج (युज:) سے بنا ہے، جسے ہندی میں یوگ اور انگریزی میں یوگا کہتے ہیں۔ جس کا لغوی معنی جوڑنا ہے، پنڈت مدن موہن جھا نے لکھا ہے:

"یوگا کا لغوی مطلب جوڑنا ہے جب کہ اصطلاح میں وہ طریقہ ہے جس میں آتما (روح) کو پرماتما سے جوڑا جاتا ہے۔" (ہندی شبد کوش)

ویدانتی فلسفے کے مطابق انسان اور پرماتما کے ملن کا نام ہی یوگ ہے۔ اسکندھ پران (स्कंध पुराण) کے مطابق کے جیو آتما (روح) اور پرماتما کا الگ الگ ہونا ہی تکلیفوں کا سبب ہے۔ ان کا ایک ہو جانا ہی یوگ ہے۔ لنگ پران (लिंग पुराण) کے مطابق ذہن کی سبھی عادتوں کو ختم کر دینا ہی یوگ ہے۔

کٹھوپ نشد (कठोपनिषद) کے مطابق جب حواس خمسہ دل کے ساتھ قرار پا جاتے ہیں تو دل دماغ کے ساتھ جا ملتا ہے، اسی حالت کو یوگ کہتے ہیں۔ پھر اس میں اچھے سنسکار (اچھی تہذیب) آنے لگتی ہے اور برے سَنسکار ختم ہونے لگتے ہیں۔ یوگی رام چَرَک (राम चरक) کے مطابق ہم سبھی لا محدود طاقت کے مالک ہیں اور اس طاقت کے رازوں سے شناسائی یوگ میں پوشیدہ ہے۔

(یوگ ایوم آیروید ص 2، 3، اترا کھنڈ مکت وشواودھالیہ)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوجاتا ہے کہ یوگا صرف ایک کسرت نہیں بل کہ خاص مذہبی عمل کا نام ہے، ہاں اس مذہبی عمل میں کچھ پوزیشن ایسی ہیں جو ورزش جیسی ہیں۔ اس لیے جو لوگ اسے صرف کسرت/ریاضت بدنیہ اور ورزش ہی سمجھ رہے ہیں وہ شاید اس کے پس منظر سے واقف نہیں ہیں۔

یوگا کی عالمی پہچان

یوں تو یوگا ہندو سماج میں صدیوں سے رائج ہے۔ بھارت کے رشی مُنی اور جوگی صدیوں سے جنگلوں، پہاڑوں اور آشرموں میں یوگا کی تعلیم و تربیت دیتے رہے ہیں لیکن اس عمل کو عالمی پہچان بی جے پی نے دلائی۔ مئی 2014 میں بی جے پی کی حکومت بنی اور 11 دسمبر 2014 کو یوگا کو اقوام متحدہ میں منظوری مل گئی۔ اکیس جون کو عالمی یوگا ڈے کے طور پر منایا جانا منظور ہوا۔ پہلی بار اکیس جون 2015 کو عالمی یوگا ڈے منایا گیا۔ اس کے بعد سے ہر سال یہ دن عالمی پیمانے پر منایا جاتا ہے۔

جو لوگ اسے صرف کسرت یا ورزش مانتے ہیں، وہ غور کریں کہ صرف کسرت و ورزش کو عالمی پہچان دلانے کے لیے بی جے پی کو محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی، کیا بھارت کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی کسرت اور ورزش کا تصور نہیں ہے؟

پوری دنیا میں صحت وتندرستی کے حوالے سے بڑی بیداری پائی جاتی ہے۔ یوروپ ہو یا خطہ عرب، افریقہ ہو کہ ایشیائی ممالک ہر جگہ صحت وتندرستی کے ہزار ہا طریقے رائج ہیں۔ اہل چین و جاپان کے کراٹے اور افریقی باشندوں کی جسمانی قوت کس سے پوشیدہ ہے۔ عربوں کی قابل رشک صحت اور یورپین باشندوں کی صحت سے متعلق سنجیدگی سے دنیا واقف ہے، ایسے میں بھاجپا کو بھاگ دوڑ کی کیا پڑی تھی؟ اصل میں یہ صرف ورزش ہے ہی نہیں یہ ہندو روایات کا اہم حصہ ہے۔ اسی لیے بی جے پی اس ہندو روایت کو عالمی پہچان دلانا چاہتی تھی۔ اگر یہ صرف کسرت ہوتی تو کسرت کے لیے ہندی میں ویایام (व्यायाम) کا لفظ آتا ہے، اسے استعمال کیا جاتا، یوگا نہیں۔

یوگا ان کے یہاں کتنا محترم لفظ ہے اس کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ہندو سماج میں یوگا کرنے والے ہر شخص کو یوگی نہیں کہا جاتا بل کہ جو شخص یوگ کو علی وجہ الکمال اختیار کرتا ہے اسے ہی یوگی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اگر یہ صرف کسرت وورزش ہوتی تو ہر کسرت کرنے والے کو یوگی کہا جاتا مگر ایسا نہیں ہے۔

یوگا میں اصولی طور پر صرف وہی آسن استعمال کیے جاتے ہیں جو رشی مُنیوں سے منقول اور دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔ چند آسنوں کی تفصیل یہ ہے:

یوگا کی شروعات سوریہ نمسکار آسن سے ہوتی ہے جس میں انسان بائیں ٹانگ پر کھڑا ہوتا ہے اور دائیں ٹانگ موڑ کر بائیں گھٹنے پر رکھتا ہے۔ سر سیدھا اور دونوں ہاتھوں کو نمسکار کے انداز میں جوڑ کر آسمان کی جانب بلند کیا جاتا ہے۔

نٹ راج آسن: اسے ہندو دیوتا شِو کی وجہ سے شِو آسن بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بائیں پیر پر کھڑا ہو کر داہنا پیر پیچھے کی جانب لیجاتے ہیں اور داہنے ہاتھ سے اسے پکڑ کر آگے کی جانب جھکتے ہیں۔

شو آسن کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان آلتی پالتی بیٹھتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں کے تلوے جانگھوں کی طرف نکال لیتا ہے۔

پدماسن: اس آسن میں آرام سے بیٹھ کر ناک پر انگلی رکھ کر آہستہ آہستہ سانس لی اور چھوڑی جاتی اور اس درمیان اوم کا جاپ کیا جاتا ہے۔

آسنوں کی مختصر تفصیل سے بھی یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یوگا صرف ورزش نہیں ہندو ثقافت اور ان کی تہذیبی روایت ہے۔ ورنہ ورزش میں تو کوئی بھی مفید طریقہ شامل ہو سکتا ہے پھر بھی جو لوگ اسے صرف ورزش ماننے کی ضد پر ہیں انہیں رِشی پٹیل نامی ہندو اسکالر کا یہ اقتباس پڑھنا چاہیے:

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ یوگا کا مطلب صرف جسم کو الگ الگ طریقے سے موڑنا ہے تو پھر وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنے نظریے پر پھر سے غور کریں یوگا صرف چند پوزیشنوں تک محدود نہیں ہے بل کہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔"

(یوگ کیا ہے، از رشی پٹیل Leverageedu. com)

اکابر علما سے گزارش

حکومت کی حالیہ پالیسیاں اور نظریاتی ایجنڈا کسی سے چھپا نہیں ہے۔ یوگا کا مسئلہ نیا نہیں ہے اس سے پہلے جن گن من کا مسئلہ تھا، اگر کل عزیمت سے کام لیا گیا ہوتا تو شاید آج بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ کوئی خواب خرگوش میں نہ رہے کہ بات صرف یوگا تک ہی رک جائے گی آگے سرس وتی وَندنا، ہولی، دیوالی، مہا بھارت اور رام کتھا کے ترغیبی واقعات پر संगोष्ठी اور سیمینار کا حکم بھی جاری ہو سکتا ہے۔ اس لیے سنجیدگی، حکمت اور غیرت ایمانی کے ساتھ شرعی سیمینار بلائیں، موجودہ اور آئندہ آنے والے مسائل کے متعلق شرعی خطوط متعین کر کے متفقہ فیصلہ لیں تا کہ سرکاری مدارس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ مدارس اور عام مسلمان بھی بغیر کشش وپنج کے خود کو ابتلا وآزمائش سے بچا سکیں۔

ابھی بھی بہت سارے علما ناواقف ہیں، یا ناواقف دکھنے کی کوشش میں ہیں۔ کیوں کہ ابھی تک جماعتی سطح پر کوئی واضح موقف سامنے نہیں آیا ہے اس لیے ابھی سب کچھ جس کی جیسی مرضی مطابق چل رہا ہے۔ اگر حالیہ معاملے کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا یا ورزش کی چند پوزیشن اور کفریہ شرکیہ منتروں کے ترک کے ساتھ قبول کر لیا گیا تو کل کو یہ مطالبہ ہولی کے رنگ، بقیہ ص ۱۶ ر پر

(از: مفتی ارشد نعیمی قادری لکرالوی*

یوگا کا شرعی حکم

احوال وطن

اسلام اک دین فطرت اور صاف ستھرا حق احق سے لبریز مذہب مہذب ہے، اس کا حکم وفرمان ہم سب کے لئے راہ نجات ہے، ہم اسی بات کو مانیں گے یا کریں گے جس کی اجازت ہمارے مذہب میں ہوگی، جہاں تک یوگا کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہے تو اس کے تعلق سے چند باتیں ذہن نشین کر لیں ''یوگا کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اصل لفظ ''یوگا'' نہیں بلکہ ''یوگ'' ہے، ہندو دھرم گرنتھوں میں لفظ ''یوگ'' کا ذکر بہ کثرت ہوا ہے، ان گرنتھوں کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ہندوستانی کلچر میں ''یوگ'' صدیوں سے رائج رہا ہے اور ہندوازم میں ''یوگ'' ایک ایسا مذہبی فلسفہ ہے جس کے ذریعہ ایشور کو یاد کیا جاتا ہے، نیز یوگ کو آتما سے پرماتما کا ملن مانا گیا ہے، اس لئے یوگ میں خاص قسم کے مذہبی کلمات کی ادائیگی کو ضروری مانا گیا ہے، جس میں سوریہ نمسکار کو اصل اہمیت حاصل ہے، چوں کہ یہ ایک مذہبی عمل ہے، اس لئے ہندوازم میں اس کی باقاعدہ دھارمک کتاب ''یوگ سوتر'' کے نام سے پائی جاتی ہے۔

اارہویں صدی میں مسلم سائنٹسٹ شیخ ابوریحان البیرونی ہندوستان آئے اور انہوں نے یہاں کے سادھوسنتوں کو بکثرت یوگا کرتے دیکھا پھر مذکورہ کتاب ''یوگ سوتر'' کا ترجمہ کیا، یوگ کی تاریخ اور پس منظر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت ہندوؤں میں عبادت کا ایک طریقہ ہے، بنیادی طور پر ہندوازم کا بنیادی فلسفہ ہے جس میں آتما (روح) پرماتما (بھگوان) اور شریر (جسم) کو مراقبہ کے ذریعے ایک ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ''سوریہ نمسکار'' یعنی سورج کی پرستش یوگا کا ایک اہم حصہ ہے ''یوگا'' میں سورج کی پہلی کرن کو ''پرنام'' کیا جاتا ہے، وقفہ وقفہ سے کچھ اشلوک بھی پڑھے جاتے ہیں۔

اسلام دین توحید ہے، اللہ سبحانہ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کرنے ہی کی غرض سے کیوں نہ ہو، مشرکانہ افکار واعتقادات، اعمال وافعال کی دین اسلام میں ہرگز کوئی گنجائش نہیں، سوریہ نمسکار اور دیگر کفریہ وشرکیہ کلمات سے پرہیز کرتے ہوئے ورزش کے عنوان ہی سے کیوں نہ ہو، یوگا کی حمایت مسلم ممالک اور مسلم سماج میں اس کو رواج دینے کی کوششیں مزاج اسلامی کے مغائر اور روح شریعت کے منافی ہیں، اللہ سبحانہ نے اپنی آخری آسمانی کتاب قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ (لقمان:۱۳)

''بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرتا، اس کے سوا جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ سبحانہ کے ساتھ شریک مقرر کرے وہ بڑے گناہ اور بہتان کا مرتکب ہے۔'' (النساء:۴۸)

''اللہ سبحانہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ'' (النساء:۳۶)

شرک کے تین درجے ہیں: (۱) اللہ سبحانہ کے علاوہ مخلوقات سے کسی کو الٰہ یقین کرنا یہ شرک اعظم ہے۔

(۲) مخلوقات میں سے کسی کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ مستقل اور بالذات اللہ سبحانہ کے بغیر کوئی کام بنا سکتا ہے اگرچہ کہ اس کو الٰہ نہ مانیں۔

(۳) مخلوقات سے کسی کو عبادات میں شریک کرنا یعنی اللہ سبحانہ کے احکام کی تعمیل اور عبادات کا اہتمام دکھاوے کے لئے کرنا:

''اصله اعتقاد شريک الله فی الوهيته وهو الشرک الاعظم وهو شرک الجاهلية۔ ويليه فی الرتبة اعتقاد شريک الله تعالی فی الفعل، وهو قول من قال: ان موجودا ما غير الله تعالی يستقل باحداث

فعل وایجادہ وان لم یعتقد کونہ الھا۔ویلی ھذہ الرتبۃ الاشراک فی العبادۃ وھو الریاء، وھو ان یفعل شیئا من العبادات التی امر اللہ بفعلھا لہ لغیرہ۔ (قرطبی ۵/۱۸۱)

یوگا میں پہلی دونوں صورتیں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں، چونکہ اس میں سورج کو دیوتا مانا جاتا ہے، اس کو نمسکار کیا جاتا ہے، کچھ مشرکانہ اشلوک جپے جاتے ہیں اور کائنات میں سورج کو متصرف بالذات بھی تسلیم کیا جاتا ہے، الغرض یوگا کئی ایک کفریہ وشرکیہ مشتبہ ومشکوک افعال واقوال کا مرکب ہے، اس کو ورزش کے خیال سے کیوں نہ ہو اختیار کرنا گویا ایمان واسلام کو داؤ پر لگانا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی یوگا کی حمایت کرنا گویا زبان حال سے اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ اسلام جیسے عالمگیر فطری سچے مذہب میں انسانی صحت وتندرستی کا کوئی خاص لحاظ نہیں ہے، اس لئے یوگا سے اس کمی کا ازالہ کرنے کی ضرورت درپیش ہے، اس فکری زوال کے ساتھ یوگا کی حمایت واشاعت ایسی ہی ہے جیسے کسی کو اللہ سبحانہ نے خوب نوازا ہو پھر بھی وہ محتاجی وتنگدستی کا روپ دھار کر غیروں کا در کھٹکھٹائے یا کاسۂ گدائی لئے بھیک مانگ کر اپنی رسوائی کا سامان کرے۔

اسلام ایک فطری اور حساس مذہب ہے، اسلام کی روح اور مزاج شریعت کی پاسداری ہی میں ایمان واسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کے تحفظ کی ضمانت ہے، اسلامی احکامات کی اتباع وپیروری اور اس کی مقرر کردہ عبادات واذکار کی پابندی دنیا اور آخرت میں کامیابی وسرفرازی کی ضامن ہے، اس میں نماز، روزہ، تلاوت قرآن، ذکرواذکار وغیرہ جیسی بدنی عبادات بھی شامل ہیں، جن میں اپنے خالق ومالک کے استحضار ویکسوئی کی بڑی اہمیت ہے، توجہ الی اللہ سے جو گیان ودھیان حاصل ہوتا ہے اور جس کی وجہ تسکین خاطر کی نعمت نصیب ہوتی ہے وہ دنیا میں رائج غیر منزل من اللہ عبادات کے طور وطریق جیسے یوگا وغیرہ اور کسی سائنسی یا غیر سائنسی ورزشی افکار واعمال کی وجہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یوگا ہندوانہ طریقۂ عبادت ہے، اس کو ورزش ہی کے نام سے کیوں نہ ہو فروغ دینا سخت غلطی ہے، بالفرض ہندومذہب میں اس کو ''ایشور'' کے گیان، دھیان کے ساتھ ان کے مذہب کے قواعد وضوابط کے مطابق اعضائے جسمانی کو مسلسل حرکت میں رکھنا مقصود ہے تو کیا مسلمانوں کے لئے اسلام کی اہم ترین عبادت ''نماز'' کافی نہیں ہے؟ جس میں مسلمان اس عہد کے ساتھ اپنے مالک ومولیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں ''میں یکسو ہوکر اپنا رخ اس (ذات واحد) کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ (الانعام:۷۰)

اور نماز ادا کرتے ہوئے اس بات کا استحضار کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، گیان، دھیان کا اس سے اعلیٰ وارفع اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ آسمانی قدیم مذہب اسلام کا طریقۂ عبادت ہے جس پر عمل کی تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کو ہدایت دی ہے۔ (مریم:۳۰/۵۵)

نماز وہ عبادت ہے جس میں اندرونی و بیرونی سارے اعضائے جسمانی حرکت میں رہتے ہیں، اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کے بے شمار مادی، طبی اور روحانی فوائد ہیں، انسانی عقل وفہم کما حقہ ان کے ادراک سے عاجز وقاصر ہے، سائنسی تحقیقات نے اس کے کچھ گوشوں سے پردہ ضرور ہٹایا ہے لیکن سائنسداں بھی مخلوق ہیں، خالق کائنات نے جو نظام حیات عطا فرمایا ہے، وہ فطری، آسمانی، آفاقی اور عالمگیر ہے، اس میں دنیوی، دینی واخروی اعتبار سے کیا کیا حکمتیں ومصلحتیں پوشیدہ ہیں، ان تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں، صحت وتندرستی کی بقا کے لئے بشمول یوگا جسمانی ورزشی ایسے کھیل کود جن میں کئی ایک شرعی موانعات ہیں ہرگز مسلمانوں کے لئے قابل عمل نہیں۔

یہ مقصد اسلامی احکامات کی پاسداری اور تقرب الی اللہ کے جذبہ اور مقام احسان کی کیفیات کی حضوری کے ساتھ عبادات کی پابندی سے ضمناً مادی (جسمانی صحت کے) فوائد ازخود حاصل ہوجاتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو جسمانی ورزش کے لئے ''یوگا''

جیسے غیر مسلم شعار پر مبنی طریقہ اختیار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

یوگا ایک ہندوانہ فلسفۂ عبادت ہے، جس کو ان کے مذہبی پیشوا اپنے متبعین کے ساتھ مشرکانہ اعتقادات اور شرکیہ اعمال و افعال کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ان کی مذہبی کتاب ''بھگوت گیتا'' سے بھی اس کے حوالے بتائے جاتے ہیں، مشرکانہ اعتقادات واعمال پر مبنی کوئی ورزش جیسے یوگا وغیرہ کی تصدیق وحمایت ان کی مذہبی کتاب سے ہو رہی ہے تو اس کے مشرکانہ عمل ہونے میں شک وشبہ کی ہرگز کوئی گنجائش ہی نہیں، اس کے باوجود کچھ مسلم افراد کا اس کو ورزشی عمل سمجھنا اور اس غلط فہمی کے ساتھ اس کی حمایت کرنا اسلام کے عقیدۂ توحید کے سخت منافی ہے۔

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بے شک ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار! اللہ سبحانہ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔'' (الزمر:۳)

اس آیت پاک میں ''الدین'' سے مراد طاعت بھی اور عبادت بھی ہے ''أي الطاعة. وقيل: العبادة (قرطبی ۱۵/ ۲۳۵)

قرآن پاک میں توحید و رسالت، معاش ومعاد یعنی دنیا وآخرت سے متعلق سارے احکام وضاحت کے ساتھ موجود ہے، ان کو ماننے اور ان پر عمل کرنے ہی میں انسانیت کی نجات ہے، مشرکانہ افکار، اعمال واشغال کو مادیت کے سیلاب میں بہہ کر فوائد کی تحصیل کی غرض ہی سے کیوں نہ ہو قبول کر لینا گویا ایمان کی روحانیت ونورانیت کھو کر کفر وشرک کی تاریک وادیوں میں گم ہو جانا ہے ''یوگا'' کی مذہبی حیثیت سے واقف ہو جانے کے بعد بھی اس کو ورزش سمجھنا سخت نادانی اور بہت بڑی بھول ہے۔

اسلام کفر وشرک، الحاد و بے دینی کا راستہ کھولنے والے ہر روزن کو بند کر دیتا ہے، زہر کو دنیا زہر ہی مانتی ہے، اس کی تھوڑی تھوڑی خوراک بھی انسان کو موت کے منہ میں پہنچا سکتی ہے، ظاہر ہے ہندوانہ باطل مذہبی طور طریق، رسوم ورواج مسلم سماج میں آہستہ آہستہ رواج پانے لگیں تو شدید خطرہ اس بات کا ہے کہ ملت اسلامیہ کی نئی نسل کا رشتہ اسلام سے منقطع ہو جائے اور اسلام کی آغوش رحمت سے نکل کر باطل کی تاریک و خاردار وادی میں گم ہو جائے، العیاذ باللہ!

ذرائع ابلاغ کے مطابق اس وقت تقریباً ۴۰ مسلم ممالک نے بھی اور دیگر جمہوری طرز کی مملکتوں کے ساتھ ۲۱ رجون کو ہر سال عالمی یوگا یوم (ڈے) منانے سے اتفاق کر لیا ہے۔ ۴ر مارچ ۲۰۲۳ء عرب نیوز میں شائع شدہ ایک اطلاع کے مطابق اب ملک کے تمام اداروں اور جامعات میں جسمانی وذہنی صحت کے لیے مفید سمجھی جانے والی اس سرگرمی کو متعارف کرایا جائے گا، سعودی یوگا کمیٹی کی صدر نوف المروعی نے کہا کہ یوگا کلاسز شروع کرنے کا فیصلہ ویژن ۲۰۳۰ء کے تحت یونیورسٹی اسپورٹس میں یوگا کی اہمیت کے پیشِ نظر کیا گیا ہے، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ یوگا جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے فائدہ مند ہے، سعودی وزراتِ کھیل اور اولمپک کمیونٹی نے ۱۶ رمئی ۲۰۲۱ء کو یوگا کے فروغ کے لیے سعودی یوگا کمیٹی کی بنیاد رکھی تھی، اس کے بانیوں میں سعودی عرب کی اوّلین سند یافتہ یوگا انسٹرکٹر نوف المروعی بھی شامل ہیں جو اس کمیٹی کی سربراہی کر رہی ہیں۔

بھارت کی حکومت نے یوگا کو فروغ دینے کی خدمات کے اعتراف میں ۲۰۱۸ء میں نوف المروعی کو سول اعزاز ''پدما شری'' سے بھی نوازا تھا، گزشتہ برس ۲۹ رجنوری کو کنگ عبد اللہ اکنامک سٹی میں سعودی عرب کی وزارت کھیل اور یوگا کمیٹی نے ملک کا پہلا یوگا فیسٹیول منعقد کرایا تھا، چار روز تک جاری رہنے والے اس فیسٹیول میں تقریباً ایک ہزار افراد شریک ہوئے تھے، ملک کے اندر یوگا کو تعلیمی اداروں کو متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ سعودی عرب دیگر عرب ممالک میں بھی یوگا اور کھیل کی دیگر سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کر رہا ہے، گزشتہ برس دسمبر میں سعوی یوگا کمیٹی نے 11 رعرب ممالک سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو یوگا سمیت کھیلوں کی سرگرمیوں سے متعلق ''عرب یوتھ ایمپاورمنٹ پروگرام'' کے تحت ایک کانفرنس میں

احوال وطن

مدعو کیا تھا، اس کانفرنس میں متحدہ عرب امارات، یمن، فلسطین، مصر، لیبیا، الجیریا، مراکش، تیونس اور موریطانیہ سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے شرکت کی تھی، سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان نے ویژن ۲۰۳۰ء کے نام سے اصلاحات شروع کر رکھی ہیں جس کے تحت وہ سعودی عرب کو ترقی اور جدت کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں، سعودی عرب کو سیاحت کے لیے پرکشش بنانے اور جدید شہر بسانے کا منصوبہ بھی ویژن ۲۰۳۰ء میں شامل ہے۔

بعض دنیا پرست مسلم حکمراں اور کچھ ناعاقبت اندیش مسلمان ورزش کے عنوان سے دھوکہ کھا کر اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور اس کے فروغ میں اپنی توانائیاں ضائع کر رہے ہیں، جبکہ یوگا ہندو مذہب کے مذہبی پیشواؤں اور ان کی مذہبی کتابوں کی تحقیق کے مطابق خالص ہندوانہ طریقۂ عبادت ہے، اس کے مشرکانہ طور وطریق جیسے سوریہ نمسکار اور اس میں پڑھے جانے والے مشرکانہ اشلوک اس کے شرکیہ ہونے کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

ورزش کے نام سے ان کی مذہبی وسیاسی شخصیتوں کی اس (یوگا) کے احیا میں دلچسپی لینے کا مقصد کفریہ وشرکیہ اعتقادات ہندوانہ رسوم ورواجات اور مشرکانہ طریقہائے عبادات کو مسلم سماج میں پھیلانا اور ورزش کے خوشنما عنوان سے ملت کے سادہ لوح افراد کو اس جانب راغب کرنا ہے، یہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بند ناپاک سازش ہے، مسلمان اس سازش کو سمجھیں اور دشمن طاقتوں کی چالاکیوں اور عیاریوں سے باخبر رہیں، اس حقیقت کو ہرگز نہ بھولیں کہ مذہب اسلام اعتقادات وایمانیات، عبادات و ماموارات، معمولات ومعاملات کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں کلی یا جزوی طور پر کفریہ وشرکیہ اعمال واشغال کے غیر محسوس طور پر راہ پانے کو ہرگز گوارا نہیں کرتا۔

اسلام کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ وہ کسی بھی باطل مذہبی افکار واعمال، فاسد رسوم و رواجات یا جدید ملحدانہ تصورات، خدا بیزار فلسفیانہ افکار وخیالات کو قبول کر کے خود کو ان کی تہذیب میں ضم کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا، گو کہ وہ مادیت کے غلبہ کی وجہ سے مادہ پسندوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہوں یا ان کی ظاہری چمک دمک ان کے دل ودماغ کو متأثر کر رہی ہو۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء- (النساء:۸۹) ان کی چاہت تو بس یہی ہے جس طرح کے وہ کافر ہیں ویسے تم بھی کفر کرنے لگو اور پھر یکساں ہو جاؤ، ان میں سے تم کسی کو جگری دوست مت بناؤ۔

باطل پرستوں کی سوچی سمجھی منصوبہ بند سازش تو یہی ہے کہ ایمان والوں کو ایمان سے محروم کر کے باطل کے رنگ میں رنگ دیا جائے، توحید کا اجالا جب مکۃ المکرمہ کو روشن کرتے ہوئے اطراف عالم میں پھیلنے لگا تو کفار ومشرکین کا چین وسکون چھن گیا، پیغام توحید کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے انہوں نے ایک ایسی تدبیر سوچی جس سے مسلمانوں کے عقیدۂ توحید پر ضرب پڑے، تجویز یہ تھی کہ ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے اور ایک سال تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو، اس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی، اسلام کفر وشرک اور ایسے تمام امور جو مفضی الی الکفر والشرک (کفر وشرک تک پہنچانے والے) ہیں کو ہرگز قبول نہیں کرتا، ایمان جہاں ہوگا، وہاں کفریات وشرکیات ہرگز راہ نہیں پاسکتے۔

سماجی یا تجارتی تعلق ومحبت کو استوار رکھنے کے لئے روا داری کے عنوان سے مسلم سماج کے بعض گوشے ایسی زبان میں گفتگو کرنے لگے ہیں جو کفار ومشرکین کو خوش کرسکتی ہے اور کچھ ناعاقبت اندیش (نام نہاد) مسلمان ایسے بھی ہیں جو ان کے شرکیہ اعمال میں شرکت کو برا نہیں سمجھتے ''یہ بھی جاری ہے، وہ بھی جاری ہے'' کے مصداق پوجا پاٹ میں بھی شریک ہوتے ہیں، لیکن یہ سودا اللہ سبحانہ کی ناراضگی کی قیمت پر ہوسکتا ہے، اس سے ایمان کو جو شدید خطرہ لاحق ہے، وہ جانے یا انجانے میں شاید اس سے بے خبر ہیں۔

انسانی ہمدردی ورواداری اس جیسی سودہ بازی کا نام نہیں بلکہ حقیقی ہمدردی ورواداری تو یہ ہے کہ باطل کی تاریک وادیوں میں سرگرداں انسانیت کو راہ ہدایت دکھائی جائے ورنہ کم سے کم

اصلاح و فکر

اپنے ایمان کی حفاظت کو ضرور عزیز از جان رکھا جائے اور وہی بات کہی جائے جوان جیسے حالات میں اللہ سبحانہ نے ایمان والوں کو سکھائی ہے''تمہارا دین تمہارے لئے اور میرے لئے میرا دین ہے''مسلمان امن وامان انسانی بنیادوں پر یکجہتی واتحاد کو ممکنہ حد تک ملحوظ رکھیں ،لیکن ایسا اتحاد نہ کریں جو باطل سے مصالحت کی قیمت پر ہو،ایمان واسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ توحید کے پاکیزہ ایمانی صاف وشفاف چشمہ کو کفریات وشرکیات کی آمیزش سے دھندلا نہ کیا جائے ،کفر وشرک کی رتی برابر آمیزش سے حق حق نہیں رہ سکتا بلکہ وہ باطل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اسلام نام ہے حق کی تابعداری میں اس کے حیات بخش اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا، دین وایمان کی حفاظت اوراس پر استقامت دکھانے کا،اس کو مقصد حیات بنالینے اور اسی پر جینے ومرنے کے عزم ویقین رکھنے کا،اسلام کی حیات بخش تعلیمات کو انسانیت تک پہنچانے کا،ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ارشاد الٰہی کو سرمہ بصیرت بنالیا جائے''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے تم اسی راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ سبحانہ کی راہ سے جدا کردیں گے، اللہ سبحانہ نے اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم تقوی کی راہ پر قائم رہو۔ (الانعام:١٥٣)

اسلام کرۂ ارض کے سارے انسانوں کے لئے عظیم تحفہ ہے اور اسلامی احکامات کی تابعداری ہر شئے سے بالاتر ہے،جسمانی صحت وتندرستی،قلب ودماغ کی راحت ویکسوئی،مادی وروحانی فوائد اور اخروی کامیابی کا راز ایمان اور اس کے تقاضوں کی صحیح معنی میں تکمیل پر موقوف ہے، الغرض اسلام نے جو طرز حیات انسانیت کو دیا ہے جس میں ایمانیات،اعتقادات،عبادات، معاملات،معاشرت اور اخلاقیات کی کامل واکمل تعلیم موجود ہے جس سے انسان اللہ سبحانہ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں،دونوں جہاں کی سعادتوں سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں اور اللہ لم یزل ولم یزال کی رضا وخوشنودی حاصل کر سکتے ہیں، باطل کا بطلان ہمیشہ ہوگا بشرطیکہ ہم اپنے ایمان وعقیدہ کی فکر رکھیں، اللہ قادر وقیوم ہم سب کو صراط مستقیم کے سروج منور سے چمکتا رکھے، احقاق حق ابطال باطل کی سچی واچھی فکر بخش کر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے، امین۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ............

اس لیے ساری فضا مخمور ہے مسحور ہے
لے رہی ہے جھوم کر باد صبا نام رضا
جب مصیبت میں پکارا یا امام احمد رضا
سنتے ہی، الٹے قدم بھاگی وبا، نام رضا
درمیان حق و باطل کیوں تقابل ہم کریں
ہے کجا اشرف علی اور ہے کجا نام رضا
جب کسی نے مجھ سے پوچھا کون ہے حسان ہند
آ گیا لب پر مرے بے ساختہ نام رضا
شر کے طوفانوں سے بچنے کے لیے عینی سدا
دے رہا ہے سنیوں کو حوصلہ نام رضا

ص ۵۴ رکا بقیہ............

جلوۂ نور ہے یا اُن کے قلم کی تحریر
خوشنما چاند ہے یا سیرتِ اعلیٰ حضرت
دشمن دیں پہ چلائی جو رضا نے شمشیر
سب اُسے کہنے لگے "حشمتِ" اعلیٰ حضرت
اب بھی اُس نام سے لرزاں ہیں وہابی نجدی
کوئی دیکھے تو ذرا ہیبتِ اعلیٰ حضرت
اُس کے ایمان وعقیدے کا گھر ہے محفوظ
جس مسلماں کو ملی نسبتِ اعلیٰ حضرت
جو ہیں سُنّی اُنھیں سینے سے لگائے رکھو
اے رضا والو یہ ہے سنتِ اعلیٰ حضرت
دشمنِ حق پہ نہ فرمائی ذرا بھی نرمی
تھی نہ اپنوں پہ کبھی شدتِ اعلیٰ حضرت
جب سے ہاتھوں میں مرے دامن اختر آیا
اے فریدی ہے مجھے قُربت اعلیٰ حضرت

◆◆◆

احوال وطن

دوسری قسط

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر

احساس وطن

گزشتہ سے پیوستہ

رام نومی سے فسادات کا پرانا رشتہ ہے

۳۰ر مارچ 2023ء کو رام نومی کے موقع پر بہار میں جو کچھ ہوا یہ کوئی نیا حادثہ نہیں ہے، بہار کا اس تہوار اور تشدد دونوں سے پرانا رشتہ ہے، رواں سال جو کچھ ہوا وہ گزشتہ سے پیوستہ کی ایک کڑی سمجھیے اور آگے بڑھیے، امسال ایک سو سالہ قدیم مدرسے کو مکمل طور پر آگ کے حوالے کیا گیا، ایک سو دس سال پرانی لائبریری میں رکھیں ہزاروں کتابیں اور قرآن مقدس کے سیکڑوں نسخے نذر آتش کر دیے گئے، وہیں مساجد اور مسلمانوں کی املاک کو بھی نشانہ بنایا گیا، گزشتہ سال بھی قریب ایک سو سے زائد دوکانوں کو اسی موقع پر نذر آتش کیا گیا تھا، بی بی سی کی یہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

30ر مارچ یعنی رام نومی (ہندو دیوتا رام کی پیدائش کا جشن) کے روز کی ایک وائرل فوٹیج میں حیدرآباد میں کپڑوں سے ڈھکی ایک مسجد کو دیکھا جا سکتا ہے جس کے مینار شام میں سبز رنگ میں روشن نظر آ رہے ہیں۔ اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ زعفرانی جھنڈے والا ایک جلوس اس مسجد کے سامنے آ کر رکتا ہے اور اونچی گاڑی میں سوار ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے۔

تقریر کرنے والا شخص بی جے پی کا معطل رکن ٹی راجہ سنگھ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ 'ایک دھکہ لگا تھا، آج ایودھیا میں رام مندر بن رہا ہے۔ آنے والے وقت میں ایک اور دھکہ لگے گا اور متھرا میں ایک اور عالیشان مندر تعمیر ہوگا۔ ایک اور دھکہ لگے گا اور کاشی (بنارس) میں بھی ایک مندر بنے گا۔

حمایت میں نعرے لگانے والے ہجوم کے ہنگامے کے درمیان وہ مزید کہتا ہے کہ 'سننے والو، کان کھول کر سن لو۔ راجہ سنگھ کسی کے باپ سے ڈرنے والا نہیں ہے۔ (بی بی سی)

بہار اور حیدرآباد دونوں صوبوں میں سیکولر کہلانے والی جماعتیں برسر اقتدار ہیں ایسے میں مساجد کو ڈھکنا اور مدارس کو جلانا، ان سیکولر حکومتوں کی قلعی کھول جاتا ہے، بہار کے مقامی افراد کا کہنا ہے کہ پولیس چپ چاپ سب دیکھتی رہی اور دنگائی اپنی من مانی کرتے رہے، اب ایک سیکولر کہلائی جانے والی حکومت اتنی بے بس تھی کہ پولیس محکمہ ان کی سننے کو ہی تیار نہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں! لیکن فسادات کے بعد حکومت ملزمین کو پکڑنے کی بجائے ان فسادات کا ذمہ دار بی جے پی کو ٹھہرا رہی ہے، حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اپنی ذمہ داری سے بھاگ کر دوسرے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تری رہبری کا سوال ہے

مسلمانوں کو سیکولر حکومتوں نے ایسا بے حس کر دیا ہے کہ وہ اتنا سب ہونے کے باوجود حکومت سے سوال نہ کر کے حکومت کے اٹھائے گیے سوالات پر خوش ہو رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ اب تو اس قوم کے لیڈران کو غلامی میں ہی سارا مزہ آتا ہے، ایسے وقت میں جہاں حکومت سے سوال پوچھنا چاہیے وہاں ہمارے لوگ افطار پارٹی کر کے حکومت کے تلوے چاٹ رہے ہیں۔

بہار کی سیکولر، مسلم حمایتی، بی جے پی مخالف حکومت میں غالباً 19ر مسلم ودھایک ہیں لیکن وہ حکومت کے سامنے ایسے دَبے، پِچے ہیں گویا منھ میں زبان نہیں اور جسم میں جان نہیں، مجلس اتحاد المسلمین کے ایک ودھایک نے سڑک سے سدن تک آواز اٹھائی کاش مسلم اپنی قیادت کو سمجھیں اور آنے والے دنوں میں قیادت پر بھی توجہ دیں۔

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

رام نومی کے جلوس کو تھوڑا اور پیچھے لے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ ہنگامے حالیہ برسوں کے ہیں یا پھر ان سے پرانے رشتے بھی ہیں:

1967 22-29/اگست، رانچی (بہار)

63٪ ہندو، 17٪ مسلمان، وزیر اعلیٰ بہار: مہامایا پی ڈی سنہا، پارٹی "جن کرانتی دل" مارچ 1967-جنوری 1968

ہٹیا اور رانچی (بہار) کے قصبوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تنازعات پھوٹ پڑے 1964 میں مشرقی پاکستان (جواب بنگلہ دیش ہے) میں ہندو مخالف تشدد کے بعد ضلع میں پہلے ہی فسادات ہو چکے تھے۔ رگھو بر دیال کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کے مطابق فرقہ وارانہ کشیدگی (ہندو رام نومی تہوار کی وجہ ہوئی) اپریل 1964 سے شروع ہوئی۔ 1965 کے پاکستان کے ساتھ تنازع نے بھی ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں شکوک وشبہات کو تقویت دی۔ مارچ 1967 کے عام انتخابات کے دوران، اردو کے مسئلے (جو زبان عام طور پر مسلمان بولتے ہیں) پر بحث کی وجہ سے صورتحال مزید بگڑ گئی، اردو کو بہار کی دوسری سرکاری زبان قرار دینے کی تجویز نے حکمران اتحاد کو کمزور کر دیا اور بی جے ایس، آر ایس ایس اور بہار ہندی ساہتیہ سمّیلن نامی تنظیم کی جانب سے ریاست گیر، اردو مخالف مظاہرے شروع ہوئے۔

رانچی میں 22 اگست کو مسلم آزاد ہائی اسکول کے قریب اردو زبان کی مخالفت میں نکلنے والے جلوس سے معاملہ مزید بگڑ گیا، جلوس میں شامل افراد اسکول پر حملہ کیا اور جوابی کارروائی میں ایک ہندو مارا گیا، رگھو بر دیال کمیشن آف انکوائری نے رانچی میں 184 اموات کی اطلاع دی- ان میں 164 مسلمان اور 19 ہندو تھے۔ قریبی علاقوں میں بھی تشدد پھیل گیا، جس کے نتیجے میں آتشزدگی، لوٹ مار اور بڑے پیمانے پر فسادات شہر کے ساتھ ساتھ قریبی صنعتی شہروں، خاص طور پر ہٹیا میں ہوئے، جہاں 26 افراد ہلاک ہوئے، مرنے والوں میں 25 مسلمان اور ایک ہندو تھا۔

1968 مارچ، کریم گنج (آسام)

47٪ ہندو، 52٪ مسلمان، آسام کے وزیر اعلیٰ: بی پی چلیہا، پارٹی کانگریس، دسمبر 1957 تا نومبر 1970

کریم گنج (آسام) کے ضلع میں ہندو اور مسلم نوجوانوں کے درمیان محض گائے کو لے کر جھگڑے کے بعد تشدد بھڑک اٹھا، ہندو اور مسلم اسمگلروں کے درمیان موجودہ مقامی دشمنی فسادات کی بنیادی وجہ بنی، دوسری رپورٹس کے مطابق تشدد اسی دن پھوٹ پڑا تھا جب سی پی آئی (کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) نے چائے کے کارکنوں کے ایک بڑے مظاہرے کا اہتمام کیا تھا، جس میں 1,500 مسلم مزدور شامل تھے۔ فرقہ وارانہ جذبات کی یہ اپیل کارکنوں کے اتحادی یونین کو توڑنے کے لیے کی گئی تھی، تشدد میں کچھ ذرائع کے مطابق 41 ہندو اور 41 مسلمانوں کی جانیں گئیں لیکن کچھ کے مطابق صرف سات جانیں گئیں۔

(Z. Hasan 1984:78/Rajeshwari:2004)

1969ء ستمبر 18-24 احمد آباد (گجرات)

آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق)

81٪ ہندو، 14٪ مسلمان، گجرات کے وزیر اعلیٰ: ہتیندر کے ڈیسائی، کانگریس پارٹی، اکتوبر 1965 تا مئی 1971

ستمبر میں احمد آباد (گجرات) اور ملحقہ اضلاع میں ڈرامائی فسادات ہوئے، فرقہ وارانہ کشیدگی 1965 کی پاک بھارت جنگ کے بعد سے بڑھ رہی تھی، جس کے دوران گجرات کے وزیر اعلیٰ کا طیارہ مار گرایا گیا تھا، پاکستان مخالف جذبات تیزی سے مسلم دشمنی میں بدل گئے، 1968 کے وسط سے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ جون 1968 میں مسلم تنظیم جمعیت علمائے ہند نے گجراتی مسلمانوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد کیا، اس کے بعد 27-29 دسمبر کو آر ایس ایس کی ایک عوامی ریلی منعقد ہوئی، اور اس میں رہنما گرو گولوالکر نے شرکت کی۔

جنوری میں احمد آباد میں آل گجرات آر ایس ایس کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں دو ہزار رضا کار شامل تھے، 10 مارچ 1969ء کو شہر میں مسلمانوں کا احتجاج ہوا جس میں ایک ہندو

احوال وطن

پولیس اہلکار نے ایک مسلمان رکشہ ڈرائیور کے ساتھ جھگڑے کے دوران مبینہ طور پر قرآن مجید کی توہین کی جس میں متعدد پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔

21 اگست کو مسلمانوں نے یروشلم میں مسجد اقصیٰ پر آتش زنی کے حملے کے خلاف مظاہرہ کیا، 4 ستمبر کو، ایک مسلمان پولیس اہلکار پر الزام تھا کہ اس نے ایک مذہبی تقریب کے دوران ہندو پنڈت (ہندو مقدس کتابوں کے اسکالر) کی تلاش کے دوران ہندوؤں کی مقدس کتاب رامائن کو لات ماردی، دو دن بعد، ایک ہندو دھرم رکھشا سمیتی (HDRS) تشکیل دی گئی۔

15 ستمبر کو بی جے ایس کی جانب سے مسلم پولیس افسر کی سزا کا جشن منانے کے لیے ایک فتح کا جلوس نکالا گیا، 14 اور 16 ستمبر کو ممبر آف پارلیمنٹ اور بی جے ایس لیڈر بلراج مدھوک نے اشتعال انگیز تقریریں کیں....... ماحول کشیدہ تھا ہی ایسے میں، 18 ستمبر کو "جگن ناتھ مندر کے واقعے" سے تشدد کو ہوا ملی، ہزاروں مسلمان پرانے شہر میں، جگن ناتھ ہندو مندر سے متصل ایک مزار کی سالانہ تقریب کے لیے جمع ہوئے تھے، کچھ معمولی وجہوں سے سادھوؤں کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں، اس جھڑپ میں 13 افراد زخمی ہوئے اور مندر کے شیشے کو بھی نقصان پہنچا، یہیں سے فسادات کی ابتدا ہوتی ہے اور اس واقعے کے بارے میں غلط افواہیں پھیلانے والے پمفلٹ اور اشتعال انگیز تقاریر کے بعد شہر میں تشدد پھوٹ پڑا۔ قامی میڈیا نے ان واقعات میں قابل نفرت کردار ادا کیا۔ 18 ستمبر کی رات، بڑے ہندو ہجوم نے مسلمانوں کی املاک اور مذہبی مقامات کو لوٹا اور آگ لگا دی، پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔

19 ستمبر کو صورت حال مزید بگڑ گئی۔ ایک مسلم نوجوان کو "جئے جگن ناتھ" کا نعرہ لگانے سے انکار کرنے پر جلا دیا گیا، بڑی تعداد میں خواتین کی عصمت دری کی گئی، حتیٰ کہ بچوں کو بھی تشدد سے نہیں بخشا گیا۔ "امرائے وادی" میں ایک سو مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ 20 ستمبر کی رات کو چارٹرینوں کو روکا گیا اور شہر چھوڑنے کی کوشش کرنے والے 17 مسلمان مسافروں کو ہلاک کر دیا گیا۔ 23 ستمبر کو جب حکومت نے چند گھنٹوں کے لیے کرفیو ہٹایا تو ان چند گھنٹوں میں ہی چالیس افراد کو قتل کر دیا گیا۔ 20 اور 30 ستمبر کے درمیان تشدد قریبی اضلاع میں بھی پھیل گیا۔ فوج کی دیر سے آمد نے صورت حال کو مزید خراب کیا، لیکن چاقو بازی کے واقعات تقریباً ایک ماہ تک وقفے وقفے سے جاری رہے۔

پی جگن موہن ریڈی کمیشن کی رپورٹ نے اس بات کا ثبوت شائع کیا کہ زیادہ تر حملوں کی منصوبہ بندی کی گئی تھی، مسلم گھرانوں کی شناخت کے لیے ووٹر لسٹوں کا استعمال کیا گیا تھا۔ ریڈی کمیشن نے پولس اور کانگریس کے زیر قیادت ریاستی انتظامیہ کو ان کی نااہلی اور کرفیو نافذ کرنے میں تاخیر کو ذمہ دار ٹھہرایا، کمیشن نے آر ایس ایس اور بی جے ایس کے فسادات میں ملوث ہونے کی بھی مذمت کی۔

(G. Shah 1970/Reddy 1971/Graff 1977/Schermerhon 1976: 1718/G. Shah 1984: 185191/Ghosh 1987: 154/Saksena 1990: 177178/Chatterji 1995: 2425)

اس رپورٹ کے مطابق، تشدد میں 660 جانیں گئیں، جن میں 430 مسلمان اور 24 ہندو شامل تھے، دوسری رپورٹس کے مطابق ایک ہزار سے تین ہزار لوگوں کی موت کی خبریں ہیں، ہلاک ہونے والوں میں تقریباً 80 فیصد مسلمان تھے۔

مذکور فسادات میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح سیکولر پارٹیوں کو مسلمانوں سے ہمدردی ہے، بہت زیادہ ہوتا ہے تو بعد میں ایک افسوس ناک بیان دے دیا جاتا ہے تاکہ مسلمان لیڈر نہیں بل کہ "ڈیلر" یہ کہہ سکیں کہ اب غلطی مان تولی، کیا بچے کی جان لوگے؟ / ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا، کیا لکھا جائے اور کیا کہا جائے پچھتر سالوں سے عوام ایک بات نہ سمجھ سکی کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ فسادات روکنے کی ذمہ داری کس کی بنتی ہے؟ آخر دنگائیوں کو جیل اور پھانسی کیوں نہیں ہوتی؟ کیوں ہمارے مالی نقصان کی بھرپائی نہیں ہوتی؟ بقیہ ص ۱۵ ر پر

احساسِ وطن

از: مولانا خلیل احمد فیضانی *

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

تاریخ اسلام میں صوفیاء کرام نے خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی اور اسے خوب پروان چڑھایا، خانقاہ، درحقیقت درس گاہ صفہ کے نہج پر وہ تربیت گاہ ہے جہاں ایک شیخ اپنے مرید کی روحانی واخلاقی تربیت کرتا ہے اور اس کا تعلق رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے۔

لہٰذا خانقاہی نظام کی اساس تعلق باللہ ہی ہے، تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ ان خانقاہوں سے امت کو وہ ہیرے ملے کہ جن کے جگمگاتے کردار وعمل اور دل نواز سخن سے آج بھی انسانیت سکون پا رہی ہے، حضور غوث اعظم وغریب نواز علیہما الرحمہ جیسے نفوس نادرہ امت کو جو نصیب ہوئے ہیں انہوں نے بھی اپنی زندگیوں کا ایک بڑا حصہ خانقاہوں میں گزارا بلکہ ان کی تو ساری زندگیاں ہی خانقاہی نظام کی تبلیغ میں گزری ہیں۔

پہلے خانقاہوں میں کیا ہوتا تھا؟ اس بابت زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ادوارِ ماضیہ میں ایسی نادر الوجود شخصیتیں گزری ہیں کہ جنہیں پڑھ سن کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ پہلے کا خانقاہی نظام کس قدر دنیا داری سے مزکی اور آخرت کی طرف راغب رہا ہوگا بلکہ آج ضرورت ہے یہ کہنے کی کہ ان خانقاہوں میں اب کیا ہو رہا ہے، یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ دنیا پرست خانقاہیوں ومجاوروں نے صرف اپنی ہوس کی تکمیل کے لیے مذہبی مقدسات کا ناجائز استعمال کیا اور راہ سلوک سے منحرف ہو گئے۔

آج ہمارے اسلاف کی مسندوں پہ بہ کثرت وہ لوگ قابض ہیں کہ جنہیں "درد ملت" و" فلاح امت" جیسے الفاظ سننے میں کوئی روچی نہیں....... تزکیہ نفس وتصفیہ قلب جیسے الفاظ ان حضرات نے کبھی سماعت ہی نہیں کیے... قلم برداشتہ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے بس اپنے تن اور بطن ہی کی ہدف زندگی بنایا ہوا ہے، مذکورہ فکر سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اصحاب تقویٰ خانقاہوں سے بالکل رخصت ہو گئے۔

الحمدللہ! ہمارے ملک عزیز میں آج بھی بعض خانقاہیں ایسی موجود ہیں کہ جن سے تصوف، تقوی، علم، ودردامت کا تابندہ درس دیا جاتا ہے... انہیں چند خانقاہوں ومدارس ہی کی وجہ سے آج ہمارے ملک میں علمِ دین کی شمع فروزاں ہے.... پہلے اور اب کے خانقاہی ماحول میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوئیں اور کیسے وقت کے ظالم پہیے نے ان مقدسات کا مس یوز روا رکھا... ان گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لیے میں یہاں پر مولانا سجاد مصباحی کے مضمون سے چند اقتباسات نقل کروں گا، ان کی روشنی میں آپ بآسانی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پہلے کے اور اب کے خانقاہی نظام میں کتنا فرق آچکا ہے، مولانا سجاد عالم صاحب مصباحی لکھتے ہیں:

”شریعت، اہل شریعت نیز اہل طریقت نے خانقاہ نشینوں کے امور وفرائض کو متعین کر دیا، ان کے قیام وطعام کو مشروط طریقہ سے سپرد خانقاہ کر دیا کیوں کہ عہد ماضی میں خانقاہوں ہی سے رشد وہدایت کے ایسے جیالے پیدا ہوئے، جنہوں نے خود کو نور محمدی سے منور کر کے گم گشتگان راہ ہدایت کے لیے روشنی کے ایسے ایسے بلند مینار پیدا کیے، جنہوں نے بے شمار افراد کو گم راہیوں کی دل دل سے نکال کر ہدایت کی جنت میں داخل کر دیا، جہنم سے بچا کر جنت عدن کی وادیوں کی طرف گام زن کر دیا اور ایسے بیشتر افراد جو کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، جب انہوں نے خانقاہ نشینوں کے دامن میں پناہ لی تو ان کے دل نور خداوندی کی تجلیوں سے مجلی ہو گئے اور وہ خود رشد وہدایت کے جام ومینا تقسیم کرنے کے لیے نکل پڑے اور اپنی

احوال قوم وملت

* مضمون نگار جودھ پور راجستھان کے متوطن ہیں۔

عبادات، ریاضات، مجاہدات کے ذریعہ قلوب انسانی کو خوب مسخر کیا اور عشق الٰہی کا دل دادہ بنا دیا۔

یہ سلسلہ تادیر چلتا رہا لیکن جوں جوں خیر القرون سے دوری بڑھتی گئی شریعت میں طبیعت اور تصوف میں تفوق کا دخول ہوتا گیا، اہل ہوا نے شریعت کو اپنی طبیعت کے موافق ڈھالنے کی کوشش کی اور اہل تصوف میں ریا وسمعہ کی چاہت نے رسہ کشی اور میدان مخالفت کو ہموار کر دیا ہر شخص نے خود کو دوسرے سے بڑا صوفی، متقی، صاحب ولایت وتصرف اور فانی فی اللہ، باقی باللہ ہونا ظاہر کیا اور ولایت وتصرف کا ڈنکا بجانے کے لیے مریدین ومعتقدین کا جم غفیر لگا دیا جو من گڑھت واقعات وکرامات بیان کر کے عوام الناس کو متصوفین کی جانب راغب کرتے رہے ''نوبت بایں جارسید'' ہ بیعت وارادت نے پیشے کی شکل اختیار کر لی جبرا مرید بنائے جانے لگے اور خلافت کی تقسیم عام ہوگئی۔

اب ہم خفیہ روشن دانوں سے ان خانقاہوں کے اندر جھانکیں تو حالات دیگر گوں نظر آئیں گے وہی خانقاہیں جو عہد ماضی میں مرکز رشد و ہدایت، منبع فضائل و برکات، دافع و بلیات اور مرجع خلائق تھیں کیا اب ان میں کوئی صاحب کمال اپنے آبا واجداد کی مقدس زندگی کا آئینہ دار اور خانقاہوں کا امین نظر آتا ہے؟ آباواجداد کے نام پر پلنے والے, ان کے مزارات مقدسہ کی چادریں بیچ بیچ کر کھانے والے کیا رشد وہدایت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں؟ جنہیں اپنی عاقبت کی فکر نہیں وہ غیروں کی عاقبت کے ضامن کیسے ہو سکتے ہیں؟ بات ذرا تلخ ہے مگر حالات نے قلم برداشتہ ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

پہلے ہم ان کے اندرون خانہ حالات کا جائزہ لیتے ہیں بعد میں حق وناحق، حلال وحرام اور مباح ومستحسن کی وضاحت ہوگی، خانقاہوں میں درگاہوں کے متولی حضرات رہتے ہیں ان کے اقتصادی حالات، ان کی امیرانہ شان وشوکت، دنیا اور اس کی رنگینیوں کی جانب ان کی رغبت، نفسانی خواہشوں کی اطاعت، کیا ان سب حقائق کے ہوتے ہوئے ان کا خانقاہوں میں رہنا اور ان کی آمدنی کو لقمہ تر بنانا ان کے لیے جائز ہے؟ اور آج تو حال یہ ہے کہ بیشتر سجادگان، درگاہوں کے امین، مزارات کے منتظمین پاسبان شریعت ہو کر بھی علوم شریعت وطریقت سے ناواقف ہیں، روحانی مراکز کے نگہ دار ہو کر بھی روحانیت سے دور ہیں۔

ادب گاہوں میں زندگی کے روز وشب گزارنے والے ادب گاہوں میں بے ادبی بدتمیزی بے حیائی اور فحاشی کرتے ہوئے ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے، چہرے پہ ڈاڑھی نہیں، دل میں خدا کی محبت نہیں، رسول کا عشق نہیں، شریعت کی اطاعت کا جذبہ نہیں، فرائض وواجبات کی پرواہ نہیں، ہاں اگر انہیں پرواہ ہے تو اپنے جیب وداماں کی بچت کی کہ دامن تنگ نہ ہونے پائے، آمدنی خواہ حلال طریقہ سے ہو یا حرام سے، مریدین چاہے جس قماش کے ہوں شرابی، جواری، راہ زن یا سود خور، بس اتنا ہو کہ حضرت کے والہانہ معتقد ہوں۔''

یقیناً مذکورہ اقتباس جہاں درد دل کی آواز ہے وہیں مبنی برحقیقت بھی ہے، آج نئے نئے حربے آزما کر قوم مسلم کو بے وقوف بنایا جارہا ہے... کہیں اندھی عقیدت کے نام پر تو کہیں پیر پرستی کے نام پر.... اور طرفہ تماشا کہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے بھی ان حربوں سے بے وقوف بن رہے ہیں جو کہ ایک بڑا المیہ ہے... اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرما اور ہم سب کو مشن اسلاف پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما۔

ایک وقت وہ بھی تھا جب خانقاہوں سے مجاہدین میدان تیار کیے جاتے تھے.... انہیں جہاد بالنفس کی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے بھی تیار کیا جاتا تھا... حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے مثالی کارنامے اس پر شاہد عدل ہیں، بڑی معذرت کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہماری خانقاہوں میں وہ بات نہیں رہی جو ادوار اسلاف میں ہمیں نظر آتی تھی، پہلے خانقاہ اس درس گاہ کا نام تھا جس میں داخل ہونے والا شخص اپنے قلب پژمردہ وفکر شوریدہ کو مزکی کر کے واپس لوٹتا تھا جب کہ آج جیب خالی کر کے واپس کبھی نا جانے کی گویا قسم کھا کر الٹے پاؤں پلٹتا ہے۔

غارت ہوں وہ ملت فروش جنہوں نے اس مقدس مشن کے

تقدس کو پامال کیا اور اسے اپنی دنیا کمانے کے لیے استعمال کیا .... آج ہر طرف سکون کی تلاش ہے، لوگوں کو ہر چیز میسر ہے، گاڑی ہے... بنگلہ ہے... جائداد ہے مگر سکون ندارد... اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو شے منبع سکون تھی.... جہاں سے طمانیت وسکون کے سوتے پھوٹتے تھے... دین فروشوں نے ان منابع کو غلط مصارف میں جکڑ دیا.... اب بھلا سکون کہاں سے حاصل ہو.... خانقاہ ایک ولی ساز کارخانہ ہے اور یہ وہ تقدس مآب مقام ہے جہاں سے شریعت وطریقت کی ضیا پھیلتی ہے... یہاں سے گم گشتگان راہ کو چشمۂ ہدایت نصیب ہوتا ہے... یہاں علم وعمل کی بزم سجتی ہے.... اخلاص ووفا کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ خانقاہ روحانیت وللّٰہیت سے عبارت مقام کا نام تھا... مگر آج اسے غلط مصرف میں استعمال کیا جارہا ہے... الا ماشاء اللہ... آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جس طرح یہود جہلائے قوم کو بے وقوف بنا کر آیات الٰہیہ کو فروخت کر کے اپنی دنیاداری چلاتے تھے بعینہ آج گدی نشینان خانقاہ اسی روش پر گامزن نظر آتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے ولی کی عقیدت میں پھانس کر ان سے پیسے ہڑپنے میں بلکل دریغ نہیں کرتے... یہ بے ایمانی و دنیا پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ گدی نشیں حضرات اگر اصول شرع پر کاربند ہوتب تو مسئلہ ہی کوئی نہیں بنتا مگر میں جن تیرہ بختوں کے بارے میں بات کررہا ہوں ان کا حال یہ ہے کہ وہ اصول شرع کجا علم دین کے ابجد سے بھی ناآشنا ہوتے ہیں۔

ایسے لوگ جب اتنی مقدس جگہوں پر قابض ہوجاتے ہیں تو ظاہر ہے ان مقامات مقدسہ کا مس یوز ہونا ہی ہے... مذہبی مقدسات کا مس یوز کرنا اس زمانے میں عام ہوچکا ہے، اسٹیج ہو یا پھر درگاہ... سچ یہ ہے کہ ان پر قابض افراد اپنے مفاد کے لیے انہیں جی بھر کر استعمال کرتے ہیں، الا ماشاء اللہ! دنیوی جھگڑے آج کل اسٹیجوں پر آچکے ہیں اور نفس کی عیاشی کی تکمیل کا ذریعہ آج کل درگاہیں یا پھر بزرگانِ دین کے اعراس بنتے جارہے ہیں، درگاہوں کے اندر کس قدر غیر شرعی رسومات انجام پذیر ہوتی ہیں، اس کا ہلکا سا خاکہ پیش کرنے کے لیے میں یہاں حضرت مولانا سجاد عالم مصباحی کے مضمون سے ایک دو اقتباس نقل کررہا ہوں، ان اقتباسات کی روشنی میں آپ بہ خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج درگاہوں کا ماحول کس قدر ناساز گار ہوتا جارہا ہے، لکھتے ہیں:

''اولیائے کرام واصفیائے عظام کے معتقدین، مصیبتوں کے مارے، زمانے کے ستائے ہوئے، دکھ درد جھیل کر ان مقدس بارگاہوں سے رحم وکرم کی بھیک مانگنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں، کوئی اولاد کی بھیک مانگتا ہے تو کوئی مال و دولت کا طلب گار، کوئی شفا کا متقاضی ہے تو کوئی مقدمات کا فیصلہ چاہتا ہے، کوئی ظالم کے ظلم سے عاجز آکر دفع ظلم کا طالب ہے تو کوئی اپنوں سے پریشان اور کوئی غیروں سے آزردہ، ہر کس وناکس اپنی حالت زار لے کر حاضر دربار ہوتا ہے اور ان بزرگوں کی خانقاہوں کے امین ان مصیبت کے ماروں کو بے دریغ لوٹنے کے چکر میں رہتے ہیں، پانچ سوا کیاون کی دو چادریں، پھول پیش کرنا ہے تو یہاں نذر پیش کرو، عرضی لگانے کا نذرانہ ایک سوایک روپیہ، فلاں بابا کا مزار ہے یہاں مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے، ولا ولد ہیں فلاں مزار پر چلے جائیں وغیرہ وغیرہ—

اور طرفہ لطف یہ کہ ہر مزار بلکہ ہر چوکھٹ پر ایک سے بڑھ کر ایک بھکاری استحقاق مال وزر کا دعویٰ دار اور ہر ایک صاحب مزار کے لنگر اور انتظامات کے چندہ کا مدعی! حد تو یہ ہے کہ چوکھٹ چومنے کے لیے بھی آپ کو نذر پیش کرنا ہوگی، بعض دفعہ تو یہ فقرائے ملت اس حد تک سطحیت پر اتر آتے ہیں کہ زائرین سے اندرون درگاہ ہی گالی گلوج تک کر لیتے ہیں اور بے ادبی کی ذرا پرواہ نہیں کرتے، چند مزارات مقدسہ کے علاوہ بیشتر مزارات پر لوٹ کھسوٹ کے نئے نئے طریقے رائج ہیں عوام کو گم راہ کر کے ان کی جیبیں خالی کر لی جاتی ہیں اور عوام کو احساس تک نہیں ہوتا۔

یہ فلاں صاحب کا مزار ہے، یہ فلاں بابا کا چلہ ہے بلکہ اب تو یہ بھی ہونے لگا ہے کہ یہ فلاں بابا کے کتے کی قبر ہے، یہ فلاں بابا کی بلی کا مزار ہے، یہ کڑاہ ہے، یہ کاجل ہے، یہ صندل ہے، یہ سرمہ ہے، یہ چراغ ہے، ان تمام امور میں پیسوں کی ضرورت ہے بنا نذرانہ تو مزار پر چڑھائے گئے پھول کی پتی بھی نہیں مل

احوال قوم وملت

سکتی، حد تو یہ ہے کہ اگر آپ کو مزار کے خود ساختہ جھاڑو سے ماریں گے تو بھی نذرانہ لیں گے۔

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے علوم و معارف سے بے پرواہ جہالت کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، بزرگوں کے نام پر ان کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں، ہاں! ایک بات یہ ہے کہ یہ لوگ فرائض وواجبات اور سنن ونوافل سے تو بہت دور ہیں مگر صاحبان مزار سے اتنی عقیدت رکھتے ہیں کہ اگر قوال دوران قوالی کہہ دے، جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا تم نے مجھے خرید کر انمول کر دیا جیسے فلک پہ چاند ستاروں میں ایک ہے ویسے ہمارا پیر ہزاروں میں ایک ہے پھر تو مریدین و معتقدین کی جیبیں خالی ہوتی ہیں صاحبان جبہ و دستار جھوم جاتے ہیں اور قوال کو مالا مال کر دیتے ہیں لیکن اگر انہیں سے اللہ و رسول کے نام پر کوئی خدمت لینا چاہے تو دم نکلنے لگتا ہے حالاں کہ حقیقت تو ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں اتنا وافر حصہ ملا ہے کہ اگر ہر شہر میں ایک اسلامک یونیورسٹی قائم کرنا چاہیں تو ان کے لیے کوئی مشکل نہیں، لیکن رفاہی کاموں کے لیے ان کے تجوریوں کے دہانے نہیں کھلتے۔

بزرگان دین کے اعراس مبارکہ لوگوں کے روحانی ذوق کی تکمیل اور صاحب مزار کے ایصال ثواب کی تقریب کے لیے منعقد ہونے چاہیے تھے مگر اس مقصد کے لیے اب منعقد نہیں ہو رہے ہیں، اعراس مبارکہ ان چادر فروشوں کے لیے تو گویا لوٹنے کا ایک سیزن بن چکے ہیں کہ مجاور سے لے کر محافظ تک ہر ایک لوٹنے کی فکر میں لگا ہوا ہے... حالات کی ستم ظریفی دیکھیے کہ جو چیز آج سے ٹھیک سو دو سو سال پہلے روحانی ذوق کی تکمیل کا ذریعہ تھی آج وہی چیز نفسانی ہوس کی تکمیل کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر صد فیصد سچ ثابت ہوا کہ ؎

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

یہ حالات علم دین سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ...جب کسی کے دل میں خوف خدا و عشق مصطفیٰ نہیں ہوگا تو یقینی طور پر وہ اپنا مقصد دنیا پرستی اور ہوس پرستی کو بنائے گا، اب جس کا جو شعبہ ہوگا اسی کا وہ مس یوز کرے گا، بدقسمتی سے آج ان خانقاہوں پر وہ لوگ قابض ہو گئے جو علم دین سے بالکل نابلد ہیں تو اب ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں خشیت الٰہی کا جذبہ تو کارفرما نہیں ہوگا... اب لامحالہ یہ لوگ نفس پرستی کو اپنا مقصد بنائیں گے جس کی تکمیل کے لیے پھر انہیں مذہبی آثار کا مس یوز بھی کرنا پڑے تو نہیں چوکتے.... اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے اور ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

آج ملک عزیز میں بھی چند نام نہاد متصوفین لوگوں کو گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اپنے اکابرین کے نظریات سے انحراف اور ہوائے نفس کی اتباع ان کا یومیہ وظیفہ بن چکا ہے ان نام نہاد خانقاہوں میں سے ایک اہل سراواں بھی ہیں، یہ گروہ ابتدا میں تو قدرے ٹھیک روش پر تھا مگر دنیا کی رنگینی اور نفسانی تعیش نے اب انہیں جادہ اعتدال سے دور لا کر کھڑا کر دیا ہے اکابرین پر کیچڑ اچھالنا، مسلمات سے روگردانی کرنا اور بزرگ شخصیات کے متعلق لایعنی ژاژ خائی کرنا ان کی عادت ثانیہ بن چکی ہے جتنا ہو سکے اتنا جلد ہمارے اکابرین، مشائخ، مقررین اور محررین کو اس فتنے کا سد باب کرنا چاہیے ورنہ جب یہ ضلالت کا بند ٹوٹے گا تو نا جانے کتنے ہی بھولے بھالے لوگوں کو اپنی گمراہیت میں لے ڈوبے گا، رب قدیر ہمیں اس فتنے سے محفوظ رکھے اور اکابرین کے طریق قویم پر گامزن رکھے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۴ کا بقیہ

دیکھ کر ملتی ہے تسکین جگر ہر لمحہ
نوری نوری ترا دربار بریلی والے

قدم ناز کی برکت ہے یہ اللہ اللہ
دشت بھی ہو گیا گلزار بریلی والے

کیجیے چشم عنایت کہ ہو آسان سفر
راستے ہیں سبھی پرخار بریلی والے

لیجیے اپنے ہی دامن میں جسیم اکرم کو
ہے سیہ کار و خطا کار بریلی والے

(از: مولانا کوثر امام قادری*

یوم سبت کا روزہ اور فرمان طوفانی

اسلامی احکام ومسائل کے باب میں کامل احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے تا کہ عابد ومعبود کے درمیانی رشتۂ عبودیت کو جلا ملے، ایسا نہ ہو کہ جو عبادت مطلوب خداوندی ہے وہی تحقیق کے بنا پر کالعدم ٹھہرے تو پھر یہ تحقیق، تحقیق کے بجائے تردید کے زمرے میں شامل ہوجائے گی، جو باعث نقصان وخسران ہے جیسا کہ ہم البانی کی تحقیق میں اس کو دیکھتے ہیں۔

''عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یصوم احدکم یوم الجمعۃ الا ان یصوم یوما قبلہ اویو مابعدہ۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۱۱۴۴/بخاری حدیث نمبر ۱۹۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوم جمعہ کا تنہا روزہ نہ رکھے بلکہ اس کے پہلے یا اس کے بعد کے دن کے ساتھ روزہ رکھے۔''

یعنی نفلی روزہ صرف جمعہ کے دن رکھنا منع ہے ہاں جمعرات اور جمعہ یا جمعہ اور سنیچر کے دن روزے رکھے جائیں تو یہ صحیح و درست ہے، اگر سنیچر کے دن روزہ رکھنا منع ہوتا تو حضور ﷺ صرف یوماً قبلہ فرماتے لیکن اس کے ساتھ یوما بعدہ فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ سنیچر کے دن بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان یوم الجمعۃ یوم عید فلا تجعلوا یوم عید کم یوم صیامکم الا ان تصوموا قبلہ او بعدہ۔ (صحیح بن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۱۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن عید کا دن ہے تو تم لوگ اپنی عید کو یوم روزہ نہ بناؤ مگر اسی کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔''

''عن ام المومنین جویریۃ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ان النبی دخل علیہا یوم الجمعۃ وہی صائمۃ فقال اصمت امس؟ قالت لا قال تریدین ان تصومین غدا قالت لا قال فافطری۔ (بخاری، حدیث نمبر ۱۹۸۶) حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جمعہ کے دن اور وہ روزہ سے تھیں تو حضور ﷺ نے دریافت کیا کیا کل روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کیا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا تو روزہ توڑ دو۔''

''عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ ﷺ اکثر ما کان یصوم من الایام یوم السبت ویوم الاحد کان یقول انہما یوما عید للمشرکین وانا ارید ان اخالفھم۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۶۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام دنوں سے زیادہ سنیچر اور اتوار کے دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے یہ دونوں دن مشرکین کے لئے عید کے دن ہیں تو میں (روزہ رکھ کر) ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔''

''عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ما رایت رسول اللہ ﷺ یصوم شہرین متتابعین الا انہ کان یصل شعبان برمضان۔ (سنن انسائی، حدیث نمبر ۲۱۷۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو لگاتار دو مہینے روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ شعبان کو (روزہ کے ساتھ) رمضان (کے روزوں کے ساتھ) ملادیتے تھے۔''

''عن ام المومنین عائشہ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا

تعزیرات قلم

قالت لم یکن النبی ﷺ یصوم شہراً من شعبان فانه کان یصوم شعبان کله۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۹۷۰)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھتے تھے کیوں کہ آپ پورے شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ مکمل ماہِ شعبان روزہ رکھتے اور ظاہر ہے کہ پورے شعبان میں کئی بار سنیچر آیا ہوگا اور حضور نے سنیچر کو روزہ رکھا، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سنیچر کے دن روزہ رکھنا جائز و درست ہے، مذکورہ احادیث کے علاوہ متعدد حدیثیں امام طحطاوی نے ذکر کی ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ یوم سبت کا روزہ جائز ہے اور یہی ائمہ اربعہ وفقہاء مجتہدین کا مذہب ہے، امام عینی فرماتے ہیں:

’’ان الثوری والاوزاعی وعبداللہ بن المبارک وابا حنیفة وابا یوسف ومحمد او مالکا والشافعی و احمدواسحاق وآخرین من جمهور العلماء من التابعین وغیرہم فانهم قالوا لا بائس بصوم یوم السبت۔

فان قیل کیف ذکرت ابا حنیفة وصاحبیه فی اهل هذه المقالة وقد قال صاحب البدائع ویکره صوم یوم السبت بانفراده لانه تشبه بالیهود۔

قلت: الطحاوی اعلم بمذهب ابی حنیفة وغیرہ ولم یقل ذالک بل منع قول من یقول بکراهته ولو کان الامر کما ذکره لنبه علیه۔(نخب الافکار جلد ۸، ۴۳۴) بلا شبہ امام سفیان ثوری امام اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد مالک، شافعی احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور دوسرے تابعین وغیرہ میں سے جمہور علما نے فرمایا کہ یوم سبت کے روزے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ان اقوال والوں میں امام ابو حنیفہ وصاحبین کا ذکر کیسے کردیا جبکہ صاحب بدائع نے یوم سبت کے تنہا روزے کو مکروہ کہا ہے کیوں کہ اس میں یہود کی مشابہت ہے۔

تو میں جواب دوں گا کہ امام طحاوی امام ابوحنیفہ و صاحبین کے مذہب کو زیادہ جانتے ہیں اور انہوں نے اسے نہیں کہا بلکہ جس نے مکروہ کہا اس کے قول کو رد کیا ہے اور اگر معاملہ وہ ہوتا جو صاحب بدائع نے ذکر کیا ہے تو امام طحاوی ضرور اس پر تنبیہ فرماتے۔‘‘

ابن حزم نے کہا:

’’واجمعوا ان من تطوع بصیام یوم واحد ولم یکن یوم الشک ولا الیوم الذی بعد النصف من شعبان ولا یوم الجمعة ولا ایام التشریق الثلاثة بعد یوم النحر فإنه ماجور حاشا المرأة ذات الزوج۔(مراتب الاجماع ۴۹) اور علمائے جمہور نے اجماع کیا اس بات پر کہ جس نے ایک دن کا روزہ رکھا اور وہ شک کا دن نہ ہو اور نہ سولہویں شعبان کا دن اور نہ جمعہ کا دن ہو اور نہ قربانی کے بعد تشریق کے ایام ثلثہ میں سے ہو تو وہ ضرور مستحق اجر ہے مگر یہ کہ روزہ دار شوہر والی عورت ہو۔‘‘

مذکورہ احادیث وآثار کے خلاف ائمہ مجتہدین کے خلاف، علمائے جمہور کے خلاف البانی کا فرمان طوفانی اور مذہب یہ ہے کہ یوم سبت (بروز سنیچر) کا نفلی روزہ حرام ہے خواہ انفرادی روزہ رکھے یا پہلے یا بعد کے دنوں سے ملا کر رکھے بہر حال ممنوع ہے، البانی نے اپنے موقف کی تائید میں جو حدیث پیش کی ہے یا یوں کہیں کہ جس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا اسے امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ یوں تخریج کی ہے:

’’حدثنا حمید بن مسعده حدثنا سفیان بن حبیب حدثنا یزید بن قبیس من اہل جبلة حدثنا الولید جمیعا عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن عبداللہ بن بسر السلمی عن اختهو قال یزید الصماء ان النبی ﷺ قال لا تصوموا یوم السبت الا فی ما افترض علیکم وان لم یجد احدکم الا لحاء عنبة او عود شجرة فلیمضغه۔(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۴۲۱)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: هذا حدیث حسن - یہ حدیث حسن ہے۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر ۷۴۴)

امام حاکم نے فرمایا:

"هذا حدیث صحیح علی شرط البخاری و لم یخرجاه- (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۱۵۹۲) یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور امام بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔"

اب البانی کا فرمان دیکھئے:

"والحدیث ظاهره النهی عن صوم السبت مطلقا الا فی الفرض وقد ذهب الیه قوم من اهل العلم کما حکاه الطحاوی وهو صریح فی النهی عن صومه مفرداً۔ (السلسلة الصحیحة، ۱، ۴۴۵) اور ظاہر حدیث سے ثابت ہے کہ دن کا روزہ مطلقاً منع ہے مگر فرض روزے اور اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے جیسا کہ امام طحاوی نے بیان کیا حالانکہ یہ حدیث یوم سبت کے روزہ کی ممانعت میں صریح ہے۔"

نیز لکھتے ہیں:

"واعلم انه قد صح النهی عن صوم یوم السبت الا فی الفرض ولم یستثن علیه الصلاة والسلام غیره وهذا بظاهره مخالف لما تقدم من اباحة صیامه مع صیام یوم الجمعة فاما ان یقال بتقدیم الاباحة علی النهی واما بتقدیم النهی علی الاباحة وهذا هو الارجح عندی۔ (السلسلة الصحیحة، جلد ۵، ۵۲۲) اور جان لو! کہ سنیچر کے دن کے روزے کی ممانعت صحیح ہے مگر فرض روزے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے غیر کا استثنا نہیں فرمایا ہے اور یہ بظاہر مخالف ہے، اس حدیث کے جو گزری، یعنی سنیچر کے دن کا روزہ جمعہ کے دن کے روزے کے ساتھ مباح ہونا تو یا تو یہ کہا جائے گا کہ اباحت نہی پر مقدم ہے یا نہی اباحت پر مقدم ہے اور میرے نزدیک یہی راجح ہے یعنی نہی اباحت پر مقدم ہے۔

حاصلات

۱- زیر بحث حدیث صحیح ہے۔
۲- سنیچر کے دن نفلی روزہ رکھنا مطلقاً منع ہے۔
۳- یہ حدیث مفرد روزہ کی ممانعت میں نص صریح ہے۔
۴- یہ حدیث مخالف ہے ان حدیثوں کی جن سے سنیچر کے دن روزہ جمعہ کے دن کے روزہ کے ساتھ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔
۵- بعض ایسی حدیثیں ہیں جن سے اباحد ثابت ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔
۶- تعارض کی صورت میں ممانعت کو اباحت پر تقدم حاصل ہے، لہٰذا حکم ممانعت ہی راجح ہے۔

زیر بحث حدیث کو البانی نے صحیح کہا ہے حالانکہ یہ فیصلہ غیر صحیح اور محققین ناقدین کے خلاف ہے، امام ابوداؤد نے فرمایا:

"هذا حدیث منسوخ- یہ حدیث منسوخ ہے۔"

(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۴۲۱)

امام نسائی نے فرمایا:

"هٰذا حدیث مضطرب- اس حدیث میں اضطراب ہے۔" (التلخیص، جلد ۲، ۲۱۶)

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

"رجاله ثقات الا انه مضطرب- اس کے رجال ثقہ ہیں مگر وہ مضطرب ہے۔" (سبل السلام، ۲/۱۷۱)

شیخ شمس الحق عظیم آبادی نے کہا:

"وقال النووی وقد طعن فی هٰذا الحدیث جماعة من الائمة مالک ابن انس وابن شهاب الزهری والاوزاعی والنسائی فلا تغتر بتحسین الترمذی و تصحیح الحاکم وان ثبت تحسینه فلا یعارض حدیث جویریة بنت الحارث الذی اتفق علیه الشیخان- اور امام نووی نے فرمایا: اس حدیث کے بارے میں ائمہ کرام کی ایک جماعت: امام مالک، امام زہری، اوزاعی اور نسائی نے طعن کیا ہے تو تم ترمذی کی

تعزیرات قلم

تحسین اور حاکم کی تصحیح سے دھوکہ میں نہ آجانا اور اگر اس کی تحسین ثابت ہی ہو جائے تو وہ جویریہ بنت حارث کی اس حدیث کے معارض نہیں ہوسکتی جس کی تخریج پر امام بخاری ومسلم دونوں متفق ہیں۔'' (عون المعبود، شرح حدیث نمبر ۲۴۲۱)

ابن القیم نے کہا:

''احتج الاثرم تلمیذ احمد بن حنبل بما ذکر فی النصوص المتواترة علی صوم یوم السبت فدل علی الحدیث غیر محفوظ وانه شاذ۔امام ابن حنبل کے شاگرد حضرت اثرم نے ان سے استدلال کیا ہے جو یوم سبت کے بارے میں نصوص متواترہ ہیں ان کا استدلال کرنا اس حدیث کے غیر محفوظ ہونے پر دلیل ہے اور بلا شبہ یہ حدیث شاذ ہے۔'' (عون المعبود، ج ۷، ۶۸)

امام عینی فرماتے ہیں:

''سئل الزهری عن صوم یوم السبت فقال لا بأس به فقیل له فقدروی عن النبی ﷺ فی کراهته فقال ذلک حدیث حمصی۔یوم سبت کے روزے کے بارے میں امام زہری سے پوچھا گیا تو انہوں کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں تو عرض کیا گیا کہ اس کی کراہت میں تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث روایت کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ حدیث حمصی ہے (یعنی ضعیف ہے۔''

امام مالک نے فرمایا:

''هذا کذب۔یہ جھوٹی روایت ہے۔'' (نخب الافکار، ج ۸/ ۴۴۴)

امام عینی فرماتے ہیں:

''اضطرابه ظاهر لانه روی تارة عن عبد الله بن بسر عن النبی ﷺ و تارة عن عبد الله بن بسر عن اخته وتارة عن عبد الله بن بسر عن عمته وتارة عن عبد الله بن بسر عن خالته وقال البیهقی ورواه الزبیدی عن فضیل بن فضالة عن عبد الله بن بسر عن خالته الصماء۔اس کا اضطراب ظاہر ہے کیونکہ کبھی روایت کی گئی: عن عبد اللہ عن النبی ﷺ۔اور کبھی: عن عبد الله عن اخته۔اور کبھی: عن عبد الله عن عمته۔ اور کبھی: عن عبد الله عن خالته۔امام بیہقی نے فرمایا اس کو زبیدی نے ''عن فضیل عن عبد الله عن خالته الصماء روایت کیا ہے۔'' (نخب الافکار، ج ۸/ ۴۳۶)

مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ حدیث ضعیف ہے اور حلال وحرام کے باب میں ضعیف حدیثیں قابل قبول نہیں ہوتیں لیکن البانی نے من مانی کی اور احادیث صحیحہ کے بالمقابل ضعیف حدیث کو قبول کیا اور اجماع امت کے خلاف مسئلہ گڑھ دیا۔ دوسری چیز البانی نے یہ کہا کہ اباحت وممانعت کی حدیثوں میں تعارض ہے، یہ ان کا دھوکہ ہے، تعارض کے لئے برابری ضروری ہے، دونوں قسم کی حدیثیں ایک ہی درجے کی ہوں تب معارضہ قائم ہوگا اور یہاں اس کا برعکس ہے، اباحت کی حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اور ممانعت کی حدیث انتہائی ضعیف، پھر تعارض کہاں کہ تقدیم النهی علی الاباحة کا قاعدہ جاری ہو، یہاں تو بالکل واضح ہے کہ جو اعلیٰ ہیں وہ مقبول اور لائق عمل ہیں اور جو ادنیٰ ہیں وہ مجروح وناقابل عمل ہیں، شیخ عظیم آبادی نے کہا:

''قال النووی وان ثبت تحسینه فلا یعارض عن حدیث جویریة بن الحارث الذی اتفق علیه الشیخان۔امام نووی نے فرمایا اگرچہ اس کا حسن ہونا ثابت ہے (لیکن وہ) اس حدیث جویریہ کے معارض نہیں جس پر امام بخاری وامام مسلم متفق ہیں۔''

(عون المعبود، حدیث نمبر ۲۴۲۱)

اور اگر کسی طرح سے تعارض ثابت ہی ہو جائے تب بھی قاعدہ تقدیم النهی علی الاباحة جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب دونوں قسم کی حدیثوں میں موافقت وجمع ممکن نہ ہو اور یہاں ممکن ہے تو پھر ایک کو قبول کرنا اور دوسرے کو رد کرنے کا کیا مطلب؟ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جن حدیثوں سے اباحت ثابت ہوتی ہے، وہ اپنے حال پر رہیں اور جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے، اس میں تخصیص مان لی جائے یعنی تنہا یوم سبت کا روزہ منع ہے اور اگر آگے یا پیچھے کے دنوں کے ساتھ

روزہ رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، اس طرح دونوں حدیثیں عمل میں آ گئیں اور کسی حدیث کا رد وانکار بھی لازم نہیں آیا۔

چنانچہ امام ابن خزیمہ نے زیر بحث حدیث کو اپنی صحیح میں لانے سے پہلے باب ہی میں اس کی جانب ایک لطیف اشارہ فرمادیا ہے:

”باب النهی عن صوم يوم السبت تطوعاً اذا افرد بالصوم بذكر خبر مجمل غير مفسر بلفظ عام مراده خاص۔ سنیچر کے دن نفلی روزہ کی ممانعت جب کہ تنہا ایک روزہ ہو ایسی خبر کے ذریعہ جو مجمل غیر واضح ہے کلمہ عام کے ساتھ جس کی مراد خاص ہے۔“

(صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۱۶۳)

شیخ عظیم آبادی نے کہا:

”قال الطيبی قالوا النهی عن الافراد كما فی الجمعة والمقصود مخالفة اليهود فيهما والنهی فيهما التنزيه عند الجمهور۔ امام طیبی نے کہا علمائے کرام نے فرمایا: تنہا ایک روزہ سے ممانعت ہے جیسا کہ جمعہ کے دن اور مقصد ان دونوں دنوں میں یہود کی مخالفت ہے اور ان دنوں میں ممانعت تنزیہی ہے علمائے جمہور کے نزدیک۔“ (عون المعبود شرح حدیث نمبر ۲۴۲۱)

عبد الرحمن مبارکپوری نے کہا:

” قلت قد جمع بين هذه الاحاديث بان النهی متوجه الی الافراد والصوم باعتبار انضمام ما قبله او مابعده ويؤيده انه ﷺ قد اذن لمن صام الجمعة ان يصوم يوم السبت بعدها والجمع مهما امكن اولى من النسخ۔ میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں موافقت اس طور سے ہے کہ نہی کا تعلق انفراد سے ہے اور ماقبل یا مابعد کے دنوں کے ساتھ ملا کر روزہ رکھنا حالانکہ اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے اجازت دی ہے، اس کے لئے جو جمعہ کے دن روزہ رکھے وہ اس کے بعد سنیچر کو روزہ رکھے اور حدیثوں میں جب تک تطبیق ممکن ہو نسخ سے بہتر ہے۔“ (تحفۃ الاحوذی، حدیث نمبر ۷۴۴)

امام عینی فرماتے ہیں:

”سلمنا ان هذا الحديث صحيح ولكن لا نسلم انه يدل علی كراهية صوم يوم السبت مطلقا بل محمول علی ان يصومه قاصدا به تعظيمه بامساكه عن الطعام والشراب والجماع كما يفعله اليهود وان يريد به اليهود يتركهم السعی والحركة فيه فان ذالک مكروه للتشبيه بهم واما اذا صامه لا لاجل ما ذكرناه ذالک فان ذالک مباح ماجور فيه۔ ہمیں تسلیم ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ تسلیم نہیں کہ یہ مطلقاً یوم سبت کے روزہ کی کراہت پر دلیل ہے، بلکہ یہ محمول ہے یوم سبت کی تعظیم کے ارادے سے اپنے کو کھانے پینے اور جماع سے باز رکھتے ہوئے روزہ رکھنے کی کراہت پر جیسا کہ یہود کرتے ہیں اور یہ کہ یہودی اس کی وجہ سے سعی وحرکت کے ترک کا ارادہ کرتے ہیں، تو یہ یقیناً مکروہ ہے ان کی مشابہت کی وجہ سے لیکن جب کوئی بندہ روزہ رکھے تو اس وجہ سے نہیں جو میں نے ذکر کیا ہے تو بے شک وہ مباح ہے اور روزہ دار مستحق اجر ہے۔ (نخب الافکار، ج ۸/ ۴۴۴)

امام نووی، امام عینی، امام طیبی، شیخ شمس الحق عظیم آبادی اور عبد الرحمن مبارکپوری نے کتنی اچھی بات پیش کی ہے اور اس متجہد طوفانی ناصر الدین البانی نے کتنی گھٹیا بات پیش کی ہے، آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۵۰ / کا بقیہ.........................

رکھے جائیں اور اس بجٹ سے مدرسین کو اچھی تنخواہیں اور سہولیات فراہم کی جائیں اور اگر ایسا بھی ممکن نہیں تو یاد رہے آنے والے 10 / یا 15 / سال میں صرف مدرسوں کی عمارت رہے گی۔

لہٰذا ایسی نازک حالات میں صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ ہے مدرسین کو ان کی محنتوں کا بدلا دی جائے جس طرح عصری علوم پڑھانے والے دیگر لوگوں کو ملا کرتا ہے۔

◆◆◆

تعزیرات قلم

(از: مفتی رضوان عالم مرکزی*

اعلیٰ حضرت کا علمی مقام! مشاہیر کی نظر میں

اسلاف و اخلاف

ملک ہندوستان صوبہ اتر پردیش شہر بریلی میں واقع محلہ سوداگران میں ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو ایک ایسا آفتاب علم پورے کروفر کے ساتھ طلوع ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے جس کی علمی کرن سے پوری دنیا روشن و تابناک ہوجاتی ہے، اس آفتاب علم کو دنیائے سنیت، امام اہل سنت، امام عشق ومحبت، حامیٔ شریعت، ماحیٔ بدعت، قاطع کفر وضلالت، عمدۃ المحققین، زبدۃ العارفین، سند العاشقین، رأس علماء الدین المتین، معجزۃ من معجزات رسول ربّ العلمین، آیۃ من آیات احکم الحاکمین، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان قادری حنفی محمدی بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

اللہ ربّ العزت نے اعلیٰ حضرت کو ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ آپ تمام علوم وفنون میں یکساں مہارت رکھتے تھے، علم کلام ہو یا علم تفسیر، علم حدیث ہو یا علم فقہ، علم ادب ہو یا علم لغت، علم نحو ہو یا علم صرف، علم فلسفہ ہو یا علم منطق، علم سلوک ہو یا علم تصوف، علم اذکار ہو یا علم اوفاق، علم مناقب ہو یا علم تاریخ وسیر، علم جفر ہو یا علم تکسیر، علم بحور ہو یا علم عروض، علم زیجات ہو یا علم مثلث، علم لوگارثم ہو یا جبر ومقابلہ، علم ہیئت ہو یا ارثماطیقی، علم ہندسہ ہو یا ریاضی، علم توقیت ہو یا علم نجوم وتعبیر یا علم حساب وغیرہ! ان تمام علوم اور ان کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں آپ صرف مہارت وملکہ ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک فن میں آپ کی مستقل اور بے مثال تصنیفات وتالیفات اور حواشی موجود ہیں جو آپ کے کمال تبحر علمی پر واضح اور روشن ثبوت ہیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

بحمدہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اعلم العلماء تھے جو بھی آپ کے دامن علم سے وابستہ ہوئے اپنے زمانے کے یکتائے روزگار بنتے چلے، حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ آپ کے دامن علم سے وابستہ ہوئے تو ''ملک العلماء'' بن گئے، حضور مصنف بہار شریعت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ آپ کے علمی بحر میں غوطہ زن ہوئے تو ''صدر الشریعہ'' بن گئے، مفسر قرآن حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ آپ کی بارگاہ سے علمی رفاقت حاصل کی تو ''صدرالافاضل'' بن گئے، اولاد علی آل نبی علامہ سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ آپ سے شرف تلمذ سے شرفیاب ہوئے تو ''محدث اعظم'' بن گئے، مناظر اعظم ہند حضور حشمت علی خان پیلی بھیتی علیہ الرحمہ آپ سے تشنۂ علم سے سیراب ہوئے تو ''شیر بیشۂ اہل سنت'' بن گئے، آپ کے شہزادۂ کبیر علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ آپ کے در سے کسب علم کیا تو ''حجۃ الاسلام'' بن گئے، آپ کے شہزادۂ اصغر علام مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ آپ کی بارگاہ کے علمی خوشہ چیں ہوئے تو ''مفتیٔ اعظم'' بن گئے، علامہ برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ آپ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کئے تو ''برہان ملت'' بن گئے۔ یعنی جس نے بھی علمی افادے کی خاطر آپ کی صحبت ورفاقت حاصل کی وہ اپنے عہد کے ممتاز شخصیت بنتے گئے۔

حضور بدر ملت علامہ بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "سوانح اعلیٰ حضرت" صفحہ ۲۰۳ پر میں رقمطراز ہیں:

"جانا جس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیارے رسول سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے اعلیٰ حضرت نہ صرف یہ کہ علوم دینیہ کے صاحب بصیرت عالم تھے بلکہ اپنے معاصرین فقہا و محدثین کے امام اور ارباب منطق وفلسفہ کے استاذ تھے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے اکابر علمائے اسلام نے آپ کے علم وفضل کا مشاہدہ کر کے تحریری گواہی دی کہ شیخ احمد رضا

بریلوی علامۂ کامل، استاذ ماہر، یکتائے زمانہ، امام یگانہ، علمائے مشاہیر کے سردار، نادر روزگار، دریائے ذخار، عالم کثیر العلم، فاضل سریع الفہم ہیں۔" (بحوالہ حسام الحرمین صفحہ ۵۳ تا ۵۷)

مکہ شریف کے فقیہ جلیل حضرت مولانا سید اسمٰعیل علیہ الرحمہ بن مولانا سید خلیل علیہ الرحمہ نے آپ کے فتاویٰ کے صرف چند اوراق ملاحظہ فرما کر یہاں تک لکھ دیا:

"واللّٰہ اقول والحق اقول انه لو رأٰها ابو حنيفة النعمان رضي الله تعالى عنه لاقرت عينه و لجعل مؤلفها من جملة الأصحاب" یعنی بخدا میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اعلیٰ حضرت) کے اس فتویٰ کو ملاحظہ فرماتے تو حضرت امام اعظم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور فتویٰ لکھنے والے (اعلیٰ حضرت) کو اپنے شاگردوں (امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر وغیرہ کے طبقہ) میں شامل کرتے۔" (رسائل رضویہ، صفحہ ۲۵۸ر مطبوعہ لاہور، الاجازات المتینہ، مطبوعہ بریلی، صفحہ ٦)

استاذ علم المیراث سراج الفقہاء حضرت مولانا سراج احمد علیہ الرحمہ ساکن قصبہ مکھن بیلہ ضلع رحیم یار خان ریاست بھاول پور پاکستان سے ایک وہابی فاضل ملا نظام الدین احمد پوری کی ملاقات ہوئی، یہ وہابی فاضل اپنے زمانے کے علمائے دیوبند میں کسی کو علم فقہ میں اپنا ہمسر نہیں سمجھتا تھا، اب آگے کا واقعہ حضرت سراج الفقہا کے زبان قلم سے سنیے! حضرت موصوف تحریر فرماتے ہیں:

" مولوی نظام الدین فقیہ احمد پوری وہابی جو تفقہ میں اپنے ہم عصر علمائے دیوبند وغیرہ میں اپنے آپ جیسا کسی کو فائق نہیں جانتا تھا، فتاویٰ رشیدیہ (مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی) کے اس فتویٰ پر کہ" حدیث صحیح کے مقابل قول فقہا پر عمل نہ کرنا چاہیے" اس کے سامنے میں نے رسالہ" الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی " مصنفہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی اوراق، منازل حدیث کے سنائے تو اس (وہابی فاضل) نے بصد حیرت کہا یہ سب منازل فہم حدیث مولانا احمد رضا کو حاصل تھے، افسوس کہ میں مولانا (احمد رضا) کے زمانے میں رہ کر بے خبر بے فیض رہا .... پھر میں (سراج احمد) نے اس وہابی عالم کو رسائل رضویہ سے چند مسائل فقہ کے جوابات سنائے تو کہنے لگا کہ علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا احمد رضا کے شاگرد ہیں، یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔" (سوانح سراج الفقہاء، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، صفحہ ۳٤)

مشہور فلسفی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال اعلیٰ حضرت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: ہندوستان کے دور آخر میں اُن جیسا طباع و ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا.......... میں نے ان کے فتاویٰ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔" (فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ١٦، مصنفہ پروفیسر مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی مطبوعہ لاہور)

فاضل اہل حدیث ڈاکٹر محی الدین الوائی پروفیسر ازہر یونیورسٹی مصر کا ایک مقالہ جریدہ ''صوت الشرق'' قاہرہ مصر شمارہ فروری ١٩٧٠ء میں شائع ہوا ہے، پروفیسر صاحب اپنے مقالۂ مذکور میں لکھتے ہیں کہ:

"يعد مولانا احمد رضا خان بريلوي رحمة الله عليه من طليعة علماء الهند المسلمين الذين ساهموا مساهمة فعالة في خدمة العلم والدين واللغة العربية ۔ یعنی جن علمائے ہند نے علومِ دینیہ و عربیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے، ان میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔"

(بحوالہ المیزان امام احمد رضا نمبر بمبئی شمارہ اپریل، مئی، جون ١٩٧٦ء، صفحہ ٥٥٠)

وہابیوں کی تحریک جماعت اسلامی کے پیشوا مسٹر ابو الاعلیٰ مودودی اپنے مکتوب بنام ایڈیٹر ''ترجمان اہل سنت'' کراچی میں تحریر کرتے ہیں:

" میری نگاہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم و مغفور دینی علم و بصیرت کے حامل اور مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ کے قابل احترام مقتدا تھے .... اگرچہ ان کے بعض

فتاویٰ وآرا سے مجھے اختلاف ہے لیکن میں ان کی دینی خدمت کا بھی معترف ہوں۔" (بحوالہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر شمارہ اپریل، مئی، جون ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۶)

ندویوں کے پیشوا مولوی حکیم عبد الحئی رائے بریلوی اور دیوبندیوں کے زعیم اکبر ابوالحسن علی ندوی رائے بریلوی" نزھۃ الخواطر" صفحہ ۳۸ جلد ہشتم مطبوعہ حیدرآباد دکن میں لکھتے ہیں:

"الشیخ العالم المفتی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی الافغانی الحنفی البریلوی المشہور بعبد المصطفیٰ ولد یوم الاثنین (وھو غلط بل یوم السبت...... دوشنبہ کا دن غلط ہے، یوم پیدائش سنیچر کا دن ہے) عاشر شوال سنة اثنتین وسبعین ومائتین بعد الألف ببلدة بریلی و اشتغل بالعلم علی والده و لازمه مدة طویلة حتی برع فی العلم و فاق اقرانه فی کثیر من الفنون لا سیما الفقه و الأصول۔ یعنی استاذ کامل، عالم، مفتی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی افغانی حنفی بریلوی عرف عبد المصطفیٰ ۱۰ ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو سنیچر کے دن شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور عرصۂ دراز تک اپنے والد سے تعلیم حاصل کرنے میں لگے رہے، یہاں تک کہ علم میں غالب ہوئے اور کثیر فنون خصوصاً فقہ و اصول فقہ میں اپنے معاصرین (علما) پر فوقیت لے گئے۔"

اعلیٰ حضرت کے علم کامل کا شہرہ عالم گیر اور خدمات دینیہ کا چرچا جہانگیر تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ عالی میں اضلاع ہندوستان بنگال، پنجاب گجرات، دکن، گوآ، برہما، ارکان، چین، غزنی، افریقہ، امریکا، مکہ شریف، مدینہ شریف سے بے شمار استفتا آتے اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے، آپ کے ذمہ کارِ فتویٰ اس درجہ وافر و کثیر تھا جسے دس مفتی انجام نہ دے سکتے تھے مگر آپ کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ قلم سیال مفتی، نادر روزگار فقیہ، یکتائے زمانہ امام بنایا تھا، اس لیے تنہا آپ نے اتنی وسیع و عریض خدمتِ دینی لوجہ اللہ تعالیٰ انجام دی، فالحمد للہ ربّ العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطّیبین وصحبہ الطّاہرین۔ (ماخوذ از سوانح اعلیٰ حضرت)

قارئین کرام! یہ ہیں عرب وعجم کے مشاہیر اہل علم کی تحریری گواہیاں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز بے مثل فقیہ اسلام، نادر روزگار عالم دین اور علوم وفنون کے یکتا امام تھے، اللہ ربّ العزت ہم عشاق کو اعلیٰ حضرت کے علم سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔ ◆◆◆

ص ۵۳ / کا بقیہ..........

حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔"

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ حضور اکرم ﷺ نے ماں کو خدمت گزاری اور حسن سلوک میں تین درجہ زیادہ فضیلت دی ہے، اس کی حکمت یہ ہے کہ ماں چونکہ تین ایسے مراحل طے کرتی ہے جن میں اس کے ساتھ باپ شریک نہیں ہوتا۔ (1) حمل کا مرحلہ (2) ولادت کا مرحلہ (3) اور رضاعت کا مرحلہ۔

ماں حمل کے مرحلے میں نو مہینہ بچے کو شکم میں رکھتی ہے، اس کا بوجھ اٹھاتی ہے، اس کے لیے مشقت برداشت کرتی ہے، ولادت کے مرحلے میں درد زہ سہتی ہے، تکلیف کے گھونٹ پیتی ہے، درد و تکلیف کے کٹھن لمحات گزارتی ہے، خود درد و الم برداشت کر کے بچے کی ولادت کا ذریعہ بنتی ہے، تکلیف کی آہیں بھرتے ہوئے پیدائش کا سامان ہو جاتی ہے۔

بسا اوقات اپنی جان خطرہ میں ڈال کر بچے کو جنم دیتی ہے، پھر رضاعت کے مرحلے میں پیدائش سے دو سال تک اسے خون جگر پلاتی ہے، اسی وجہ سے ماں کی خدمت گزاری و حسن سلوک کے حق کو والد سے تین درجہ زیادہ بتایا گیا ہے۔ ◆◆◆

ص ۴۹ / کا بقیہ..........

میں مخلصانہ مستعد رہ، تا کہ کل (روز قیامت) وہاں کے شدائد واھوال تجھ پر سہل ہو جائیں، واللہ الموفق للصواب۔ (☆)

.... جاری

[☆] یہ باب اھوال القیامة وافزاعها پورا ہوا، آگے متصلاً باب صفة النار و اهلها ہے، مترجم غفرلہ۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

امام احمد رضا اپنی تصنیفات کے آئینے میں

مخزن علم وحکمت، کنزالکرامت، جبل الاستقامت، مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، گنجینہ معرفت، پیر طریقت، آقائے نعمت، شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علامہ الحاج الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت 10رشوال المکرم1272 ہجری مطابق 14رجون 1856 عیسوی بروز ہفتہ بوقت ظہر شہر بریلی شریف میں ہوئی، آپ نے خود آیتِ کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا:

''اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ رب العزت نے ایمان نقش فرمایا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔''

حسن اتفاق کہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے اسی ساعت کے بارے میں امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں ؎

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: عبد المصطفیٰ احمد رضا بن، مولانا محمد نقی علی بن، مولانا رضا علی بن، مولانا کاظم علی بن، مولانا شاہ احمد اعظم بن، محمد سعادت یار خان بن، سعد اللہ خان رحمہم اللہ! آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' اور تاریخی نام ''المختار'' ہے، آپ کے دادا حضرت مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا اور اسی نام سے آپ مشہور ہوئے، امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسم شریف کے ساتھ ''عبد المصطفیٰ'' کا اضافہ فرمایا، جیسا کہ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ ؎

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد المصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ سے حاصل کی اور دینیات کی مکمل تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی نقی علی خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل کی، سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر تیرہ سال دس مہینے اور پانچ دن میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی، سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعتِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے سماع موتیٰ کے جواز میں جو فتویٰ دیا ہے اس میں دوسو ستاون (257) کتب کا حوالہ پیش کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتویٰ رضویہ کا جب خطبہ لکھا تو 90رکتابوں کے ناموں کو اس صنعت کے ساتھ لکھا کہ وہی اسماء خطبہ بن گیے، دوسرا نقطہ یہ ہے کہ وہ 90رکتابیں جو صرف فقہی احکام پر مشتمل ہیں نہ صرف یہ کہ وہ سب آپ کی نگاہوں سے گزر چکی تھیں بلکہ ان کے مضامین پر ذہن کی گرفت اتنی سخت تھی کہ کوئی بھی گوشہ آپ کے حاشیہ خیال سے اوجھل نہیں تھا، اس سے امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

فقہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور ومعروف کتاب ''فتویٰ رضویہ'' جو قدیم

اسلاف واخلاف

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

بارہ جلدوں پر اور جدید تیس جلدوں پر مشتمل ہے اس کی ہر ایک جلد اپنی مثال آپ ہے، مسائلِ حج پر امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ''انوار البشارۃ فی مسائلِ حج وزیارۃ'' ہے جو اس طرح ہے، فصل اوّل: آدابِ سفر، مقدمات حج میں فصل دوم: احرام اور اس کے احکام داخل حرم مکہ مکرمہ ومسجد حرام فصل سوم: طواف وسعی صفا ومروہ وبیان عمرہ فصل چہارم: روانگی منی ووقوف عرفات فصل پنجم: منی ومزدلفہ وباقی افعال حج فصل ششم: جرم اور اس کے کفارے وصل ہفتم: حاضری سرکارِ اعظم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اس رسالہ میں حج کے مسائل کا بیان مکمل ہوجانے کے بعد جہاں زیارت روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ شروع ہوا ہے وہاں جذبہ عشق کا تلاطم دیکھنے کے قابل ہے۔

یہاں تک کہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی گوارہ نہیں ہے کہ جس ساتویں فصل میں وہ دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب بیان کرنے جارہے ہیں اسے وہ فصل سے تعبیر کریں بلکہ اس کو سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے وصل سے تعبیر کیا ہے فصل ہفتم کے بجائے سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے وصل ہفتم کی سرخی قائم کی ہے، سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1296 / ہجری مطابق 1878 /عیسوی میں اپنے والد گرامی حضرتِ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ پہلا حج کیا، دوسرا حج 1323 / ہجری مطابق 1906 /عیسوی میں کیا اس سفرِ حج میں آپ نے شاہکار تصانیف ''حسام الحرمین، الدولتہ المکیہ'' اور ''کفل الفقیہ'' تصنیف فرمائیں۔

سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتویٰ کو دیکھنے کے بعد مکہ مکرمہ کے ایک مشہور فاضل علامہ مفتی سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرم نے لکھا:

''خدا کی قسم میں کہتا ہوں اگر ان کے فتویٰ کو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے لکھنے والے کو اپنے تلامذہ میں سے بناتے۔'' (الاجازات المتینۃ، صفحہ 09)

رویت ہلال کے متعلق امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''از کی الھلال فی امر الھلال'' کتاب تحریر فرمائی، ماءِ مستعمل کے متعلق آپ نے ''الطراس المعدل'' کتاب تحریر فرمائی، عیسائیوں کے سوالات کے جواب میں آپ نے ایک مکمل کتاب ''ندم النصرانی و تقسیم الایمانی'' تحریر فرمائی، آریہ کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے ''کیفر کفر آریہ'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے ہندوستان کے دار السلام ہونے پر ''اعلام الاعلام'' کتاب تحریر فرمائی، رسوم شادی کے متعلق آپ نے ''ھادی الناس فی رسوم الاعراس'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے اسپرٹ کے متعلق ''الاحلی من السکر کتاب'' تحریر فرمائی۔

بعد دفن میت اذان دینے کے جواز میں آپ نے ''ایذان الاجر فی اذان القبر'' کتاب تحریر فرمائی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب شریف کے متعلق ''ارات الادب بفاضل النسب'' کتاب تحریر فرمائی، ماں باپ کے حقوق کے متعلق ''حقوق الوالدین'' کتاب تحریر فرمائی، بندوں کے حقوق کے متعلق ''حقوق العباد'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے چالیس احادیث سے عمامہ کی فضیلت پیش فرمائی ہے، آپ نے اخلاق پر ''شرح الحقوق لطرح العقوق'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے زمین کی حرکت کے رد میں معرکتہ الآرا کتاب ''الفوز المبین'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے کرنسی پر ''کفل الفقیہ الفاھم'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایک معرکتہ الآرا کتاب ''الدولتہ المکیۃ'' تحریر فرما کر علما حرمین الشریفین سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔

آپ نے شفاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ''اسماع الاربعین'' کتاب تحریر فرمائی، آپ نے امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے ثبوت میں ''الزلال الانقی'' کتاب تصنیف فرمائی، آپ نے بسملہ کی

تحقیق میں ایک تحقیقی کتاب ''اوصاف الرجیح'' تحریر فرمائی، آپ نے روحوں کے متعلق ضخیم کتاب ''حیات الموات'' تحریر فرمائی، آپ نے صحیح بخاری شریف پر تحقیقی حاشیہ تحریر فرمایا ہے، آپ نے مسلم شریف اور ترمذی شریف پر بھی شرح تحریر فرمائی ہے، آپ نے حضرت علامہ شامی کی مشہور و معروف کتاب ''ردالمحتار'' پر ''جدالممتار'' نام سے حاشیہ تحریر فرمایا ہے، اگر اس حاشیہ کو الگ کر لیا جائے تو اس حاشیہ کی کئی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں، آپ کی تصنیفات کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے:

سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر میں 16 / کتابیں، حدیث میں 34 / کتابیں، عقائد و کلام میں 112 / کتابیں، رسم الخط قرآن میں ایک کتاب، اسانید احادیث میں چار کتابیں، اسماء الرجال میں سات کتابیں، جرح تعدیل میں دو کتابیں، تخریج احادیث میں چار کتابیں، لغت حدیث میں ایک کتاب، تجوید میں چار کتابیں، اصول فقہ میں چار کتابیں، رسم المفتی میں تین کتابیں، فرائض میں چار کتابیں، نحو میں ایک کتاب، صرف میں ایک کتاب، ادب میں 19 / کتابیں، عروض میں ایک کتاب، لغت میں دو کتابیں، فلسفہ میں پانچ کتابیں، مناقب میں 16 / کتابیں، سیر میں چار کتابیں، تصوف میں 13 / کتابیں، سلوک میں چار کتابیں، اذکار میں آٹھ کتابیں. اخلاق میں تین کتابیں، نصائح میں تین کتابیں، ہیئت میں 16 / کتابیں، حساب میں تین کتابیں، ریاضی میں چھ کتابیں، ہندسہ میں پانچ کتابیں۔

تکسیر میں پانچ کتابیں، وفاق میں ایک کتاب، جفر میں تین کتابیں، لوگارثم میں دو کتابیں، زیجات میں سات کتابیں، جبر و مقابلہ میں تین کتابیں، ارثماطیقی میں تین کتابیں، توقیت میں 16 / کتابیں، نجوم میں پانچ کتابیں، مکتوبات میں دو کتابیں، خطبات میں ایک کتاب، مناظرہ میں پانچ کتابیں، تاریخ میں چھ کتابیں، فقہ میں 148 / کتابیں تحریر فرمائیں، فقہ میں آپ کی معروف و مشہور کتاب فتویٰ رضویہ ہے جو قدیم بارہ جلدوں پر اور جدید تیس جلدوں پر مشتمل ہے جس کی ہر جلد ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار بتائی جاتی ہے، جن میں بہت سی کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔

اجمالی تفصیل

فن تفسیر میں آپ کی کتاب ''الصمصام'' ہے، فن عقائد و کلام پر آپ کی کتاب ''تمہید ایمان بآیات القرآن'' اور سیف الزمان لدفع حرب الشیطان ہے، فن تجوید و قرأت پر آپ کی کتاب ''الجام الصاد'' ہے، فن فرائض پر آپ کی کتاب ''المقصد النافع'' ہے، فن فوقیت پر آپ کی کتاب ''جدول اوقات'' ہے، فن تصوف پر آپ کی کتاب ''کشف حقائق واسرار دقائق'' ہے، فن لغت پر آپ کی کتاب ''فتح المعلیٰ'' ہے، آپ کے احیاء دین اور احیاء علوم کے کارناموں کو دیکھ کر علمائے حرمین شریفین نے آپ کو مجدد اور امام اہل سنت کے مبارک خطابوں سے مخاطب کیا، غرض اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 54 / علوم و فنون کے گوہر لٹائے آپ نے وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل اپنی وفات شریف کی تاریخ اس آیتِ کریمہ سے استخراج فرمائی ''ویطاف علیھم بآنیة من فضة واکواب'' خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لیے ان کو گھیرے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وصال شریف 25 / صفر المظفر 1340 / ہجری کو جمعہ کے دن دو بج کر 38 / منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح سنا ادھر روح پر فتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا، اس طرح آپ کی عمر شریف 68 / سال کی ہوئی، آپ کے غسل شریف میں علمائے عظام اور سادات کرام و حفاظ کرام شریک تھے، جناب سید اطہر علی صاحب نے لحد تیار کی، حضرتِ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ و الرضوان مصنف بہار شریعت نے حسب وصیت آپ کو غسل دیا، جناب حافظ امیر حسن صاحب مراد آبادی نے مدد دی۔

حضرتِ علامہ سید سلیمان اشرف بہاری سابق صدر دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے و سید محمود جان اور سید ممتاز علی صاحب

اسلاف واخلاف

نے پانی ڈالا، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کرائی، حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے مواضع سجود پر کافور لگایا، صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے کفن شریف بچھایا اور نماز جنازہ حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ ؎

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

بارگاہِ رسالت مآب میں آپ کی مقبولیت

ملک شام کے ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ بہت ہی عالیشان تخت پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور پورے اجتماع پر سکوت طاری ہے، محسوس ہو رہا ہے کہ کسی کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے، ان بزرگ نے سکوت توڑتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان کس کا انتظار کیا جا رہا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا ہندی کا انتظار ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون احمد رضا؟ ارشاد فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں پھر وہ شامی بزرگ بیدار ہوگیے اور امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی غائبانہ محبت دل میں گھر کر گئی اور اس خوش نصیب کی زیارت کا شوق دل میں موجیں مار رہا تھا کہ یقیناً احمد رضا ہندی کسی زبردست عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اس کی زیارت کر کے کچھ سیکھنا چاہیے۔

چنانچہ وہ شامی بزرگ ملک شام سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہوگیے اور بریلی پہنچ کر لوگوں سے اعلیٰ حضرت کی قیام گاہ کا پتہ معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا 25 رصفر المظفر کو انتقال ہو گیا، شامی بزرگ نے انتقال کا وقت دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہندوستان کے وقت کے مطابق وصال کا وقت دوپہر کے دو بجکر اڑتیس منٹ تھا یہ سن کر وہ بزرگ آب دیدہ ہو گئے، کیونکہ جب انہوں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا تھا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرے دربار میں فرمایا تھا ہمیں احمد رضا ہندی کا انتظار ہے وہ دن 25 رصفر المظفر ہی کا دن تھا اور وقت بھی تقریباً وہی تھا اس وقت تعبیر سمجھ نہ سکی اور اب سمجھ میں آ چکی تھی۔ ◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ..............................

کرتے ہیں، کیا ایسا نہیں ہے کہ آج یہ فلسطین پر ہو رہے اسرائیلی ظلم وستم کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور اسرائیل کا سپورٹ کر رہے ہیں، آج ساری طاغوتی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکی ہیں، جو ان طاغوتی طاقتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا، وہ یقین خسارے میں ہوگا، دنیاوی ترقی اور مال و دولت کے حساب سے ہو سکتی ہے، اس کے حالات سدھر جائیں لیکن ایمان کی روشنی اس کے اندر سے یقیناً ختم ہو جائے گی۔

کیا مال و دولت ہی کامیابی کی ضمانت ہیں، اگر اس بات کو کامیابی کی ضمانت مان لیں تو نمرود سے لے کر قارون وفرعون اور شداد اور ابوجہل تک جتنے بڑے بڑے سرمایہ دار ہوئے ہیں اور نبیوں اور رسولوں کے خلاف جنہوں نے کوششیں کیں، وہ کامیاب مانے جائیں گے مگر نہیں! کامیابی تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے، اگر تمہارے اندر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری ہے تو کامیاب ہو ورنہ نہیں، دنیا کی رنگینیاں ختم ہو جانے والی ہیں اور آخرت کا انعام باقی رہنے والا ہے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے کہ آپ کو کیا چاہیے، کیا ہم ''الفقر فخری'' کا پیغام بھول گئے جو ہمیں ہمارے اسلاف سے ملا تھا، اسی بے نیازی نے بڑے بڑے شہنشاہوں کے سامنے اعلاء کلمۃ الحق کیا تھا۔ ؎

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

◆◆◆

اعلیٰ حضرت سے بغض وحسد سنیت میں نقص کی علامت

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمر قندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

انیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

نصیحت

(مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اے بھائی! اس جیسے (سخت) دن کے لئے، مستعد ہوجا، نیک اعمال کر اور معاصی سے بچ، کیوں کہ عنقریب تو روز قیامت کا معاینہ اپنے سر کی آنکھوں سے کر لے گا اور زندگانی کے فوت ہونے (عمل کی مہلت ہاتھ سے نکل جانے) پر پچھتائے گا اور بھائی! تجھے معلوم ہو کہ تیری موت کا دن ہی تو (دراصل) تیرے لئے قیامت کا دن ہے۔

قول مغیرہ

جیسا کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ (صحابی جلیل، رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا:

''انکم تقولون القیامۃ القیامۃ۔ انما قیامۃ احدکم موتہ۔ (ترجمہ) تم کہتے ہو قیامت، قیامت، ارے تمہاری قیامت تو تمہاری موت ہی ہے۔''

قول علقمہ

اور (اسی طرح کا مضمون) حضرت علقمہ ابن قیس (صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے (بھی) منقول ہے، آپ ایک آدمی کے جنازے میں تھے، اس کی قبر کے پاس کھڑے رہے جب وہ دفن کردیا گیا تب آپ نے فرمایا:

''اما ھٰذا العبد فقد قامت قیامتہ۔ (ترجمہ) یہ بندہ جو تھا تو بے شک اس کی قیامت تو قائم ہوچکی۔''

توضیح از مصنف

آپ نے موت کو جو قیامت کہا اس کی وجہ صرف یہی تو ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو بعض امور قیامت کا بچشم سر، وقت موت معاینہ کرلیتا ہے، اس لئے کہ اسے (بعض مناظر آخرت مثلاً) جنت، ودوزخ اور ملائکہ دکھتے ہیں مگر اب قدرت نہیں رکھتا کہ کوئی نیک عمل کرلے، تو وہ ان بندوں ہی کی طرح ہوگیا جو روز قیامت (حضور خداوندی میں) حاضر آئیں گے پس عمل کرنے کی صلاحیت پر موت سے مہر لگ گئی کیونکہ بندہ قیامت میں اس حال میں اٹھے گا جس پر مرا تھا تو طوبیٰ (خوش نصیبی ومبارکبادی) ہے اس کیلئے جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔

دنیا اور برزخ وآخرت کی سعادت بڑی دولت

مقولہ واسطی

حضرت ابوبکر واسطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا:

''الدُّوَل ثلاث دولۃ الحیاۃ ودولۃ عند الموت ودولۃ یوم القیامۃ... الخ۔ (ترجمہ) دولتیں تین ہیں (ایک ہے) دولتِ حیات اور (ایک ہے) وہ دولت جو مرتے وقت نصیب ہو اور (ایک ہے) وہ دولت جو قیامت کے دن حاصل ہو، دولت حیات تو یہ ہے کہ بندہ (صحیح ایمانیات کے ساتھ) طاعت الٰہی میں زندگی بسر کرلے، رہی وہ دولت جو مرتے دم ملے تو وہ یہ ہے کہ بندہ کی روح، کلمۂ شہادت پر نکلے (یعنی صحیح عقیدے، سچے پکے ایمان پر موت آئے) اور رہی روز قیامت والی دولت اور (درحقیقت) وہی تو اصلی دولت ہے تو وہ ہے جنت ونجات کی بشارت کیونکہ جب (بندۂ مومن) قبر سے قیامت کے دن نکلے گا تو اس کے پاس جنت کی بشارت دینے والا فرشتہ آئے گا۔''

حشر کے دن کس کا اکرام؟ کسی کی اہانت؟

روایت

ذکر کیا جاتا ہے کہ (سیدی) یحیٰ ابن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں یہ آیت کریمہ پڑھی گئی:

ترغیبات

''یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ إِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْداًo وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِیْنَ إِلٰی جَھَنَّمَ وِرْداًo۔ (ترجمہ) جس دن ہم، پرہیزگاروں کو رحمن کی طرف لے جائیں گے مندوبین کی ٹولیوں کے طور پر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔'' (جیسے پیاسے جانوروں کو گھاٹ کی طرف ہانکا جاتا ہے) [سورۂ مریم:۸۵]

تشریح از ابن معاذ رازی علیہ الرحمہ

تو آپ نے فرمایا: لوگو! ٹھہرو ٹھہرو (یعنی جلدی نہ کرو، پہلے اتنے کی تو مجھ سے تشریح سن لو پھر آگے پڑھنا، فرمایا:) یعنی کل تم روز محشر، موقف کی طرف فرداً فرداً (گھیر گھیر کے) لائے جاؤ گے اور ہر طرف سے (میدان محشر) کی جانب فوج فوج آؤ گے اور پھر ایک ایک کر کے اللہ کے حضور پیش کئے جاؤ گے اور ہر ہر کام، ہر ہر حرف جو تم نے کیا اور بولا تھا اس کی بابت تم سے باز پُرس ہوگی اور اللہ کے ولی، بارگاہ الٰہی میں وفداً وفداً (قافلوں کے طرز پر) لائے جائیں گے (یعنی باعزاز و اکرام سواریوں پر بٹھا کر) اور اہل معصیت، جہنم کی طرف پیدل اور پیاسے، گھاٹ گھاٹ ہانکے جائیں گے حتیٰ کہ گروہ گروہ جہنم رسید ہوں گے اور یہ (سب جو مذکور ہوا) وہ ہے جس کے بارے میں قرآن نے (منظر کشی فرماتے ہوئے) خبر دی ہے، فرماتا ہے:

''کَلَّا إِذَا دُکَّتِ الْأَرْضُ دَکّاً دَکّاًo وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفّاً صَفّاًo۔ (ترجمہ) جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی اور جب تمہارے رب کا حکم آئے گا اور جب سب فرشتے، (اہل محشر کو گھیرے میں گھیرے ہوئے) قطار در قطار (کھڑے) ہوں گے۔'' [سورۃ الفجر:۲۱-۲۲]

''اور جب جہنم (سامنے) لائی جائے گی اور جس دن ویل ویل کی پکار کا شور برپا ہوگا۔''

...(بزرگ موصوف آگے فرماتے ہیں) بھائیو! (اگر تم اہل تقویٰ وصلاح نہیں ہوئے تو) تمہارے لئے ویل ہے یعنی بہت بڑی خرابی اس دن سے جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے، جو یوم الراجفۃ ہے (یعنی بے قراری اور بھونچال کا دن) اور جو یوم الآزفۃ ہے (یعنی نہایت ہی تنگی اور بدحالی کا دن) اور جو یوم القیامۃ ہے (یعنی قبروں سے اٹھنے کا دن) اور جو یوم الحسرۃ والندامۃ ہے (یعنی حسرت اور پچھتاوے کا دن) تو (بھائیو!) وہ دن (کوئی معمولی دن نہیں بلکہ یقیناً) بڑا عظیم (خطرناک والمناک) دن ہے۔ (اس دن کی پریشانیوں، مصیبتوں میں سے کچھ یہ ہے کہ):

(۱) **وہ دن:** احکم الحاکمین، رب العالمین کے حضور بندوں کی پیشی کا دن ہے۔

(۲) **وہ:** یوم المناقشة ہے (یعنی سختی کے ساتھ، تفصیلی حساب کا دن ہے کہ ہر ہر بات کا کرید کرید کر سوال جواب ہوگا)

(۳) **وہ:** یوم المحاسبة ہے (یعنی حساب عام کا دن کہ جملہ نعمتوں کا حساب پوچھا جائے گا)

(۴) **وہ:** یوم الموازنة ہے (یعنی نیکیوں، بدیوں کی تول ملان کا دن کہ دکھایا جائے گا کہ نیکیاں کتنی ہیں اور بدیاں کتنی ہیں؟)

(۵) **وہ:** یوم المسئلة ہے (یعنی باز پرس، پوچھ گچھ کا دن کہ کیا کیا کیا اور کیا نہیں کیا؟ کیوں کیا؟ کیوں نہیں کیا؟)

(۶) **وہ:** یوم الزلزلة ہے (یعنی بھونچال کا دن کہ زمین کا چپہ چپہ زور سے ہل جائے گا ہر ایک بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور پھر اسی حالت میں مر جائے گا)

(۷) **وہ:** یوم الصیحه ہے (یعنی سخت چیخ وپکار، چنگھاڑ ودھاڑ کا دن)

(۸) **وہ:** یوم الحاقه ہے (یعنی وہ جس کا وقوع حق ہے سچ مچ ہونے والا ہے)

(۹) **وہ:** یوم القارعه ہے (یعنی وہ کہ جس کے صدمات دلوں کو دہلا دیں گے)

(۱۰) **وہ:** یوم النشور ہے (یعنی وہ ہے جس میں لوگ منتشر ومتفرق، حیران پریشان پھریں گے)

(۱۱) **وہ:** ﴿یَوْمَ یَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدَاهُ﴾ ہے۔ یعنی جس دن آدمی دیکھ لے گا وہ سب جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔ [سورۃ النبا:۴۰]

(۱۲) وہ: یوم التغابن ہے (یعنی ٹھگائی ظاہر ہونے، گھاٹا اٹھانے کا، نقصان سہنے کا دن)

(۱۳) وہ: ﴿یَوْمَئِذٍ یَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتاً لِّیُرَوْا أَعْمَالَهُمْ﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے جس میں لوگ متفرق راہوں سے چلتے ہوئے گروہ گروہ ہو کر رب کے حضور پہنچیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دیکھائے جائیں)۔ [الزلزلۃ :۶]

(۱۴) وہ: ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوهٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس میں کچھ چہرے سفید یعنی بارونق ہوں گے اور کچھ سیاہ، بدمنظر)۔ [آل عمران :۱۰۶]

(۱۵) وہ: ﴿یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَن مَّوْلًی شَیْئاً﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے جس میں کوئی اپنا، کسی اپنے کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ [الدخان :۴۱]

(۱۶) وہ: ﴿یَوْمَ لَا یُغْنِی عَنْهُمْ کَیْدُهُمْ شَیْئاً﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس میں کافروں، منافقوں کو اُن کا کوئی داؤں کام نہیں آئے گا)۔ [الطور :۴۶]

(۱۷) وہ: ﴿یَوْماً لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَّالِدِهِ شَیْئاً﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا، نہ کوئی کمیر ابیٹا اپنے باپ کو کچھ نفع دے سکے گا۔ [لقمان :۳۳]

(۱۸) وہ: ﴿یَوْماً کَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِیْراً﴾ ہے (یعنی وہ دن ہے کہ جس کی برائی یعنی شدت ودقّت) پھیلی ہوئی (حتیٰ کہ ہر ایک کو محیط) ہے۔ [الدہر :۷]

(۱۹) وہ: ﴿یَوْمَ لَا یَنفَعُ الظَّالِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ﴾ ہے۔ (یعنی وہ دن ہے کہ جس دن ظالموں کو ان کے عذر اور بہانے کچھ کام نہ دینگے اور اُن کے لئے لعنت ہے اور اُن کے لئے بُرا گھر)۔ [المومن :۵۲]

(۲۰) وہ: ﴿یَوْمَ تَأْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَن نَّفْسِهَا﴾ ہے (یعنی جس دن ہر جان اپنے ہی لئے جھگڑا کرے گی یعنی ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی)۔ [النحل :۱۱۱]

(۲۱) وہ: ﴿یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارَیٰ وَمَا هُم بِسُکَارَیٰ وَلَکِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ﴾ ہے، یعنی وہ دن ہے کہ جب زلزلۂ ساعت دیکھو گے (اس دن تمہیں یہ منظر دکھے گا کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے سے بے سدھ ہوگئی ہے۔ اور ہر حمل والی حمل (مارے دہشت کے) گرا رہی ہے تجھے لوگ دِکھیں گے کہ نشہ میں مدہوش ہیں حالانکہ وہ نشے میں مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ اللہ کا عذاب ہے اور) اللہ کا عذاب سخت ہے۔ [الحج :۲]

[بیان یحییٰ ابن معاذ رازی علیہ الرحمہ پورا ہوا]

اہل محشر کے بعض احوال کی منظر کشی

روایت: (مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا) اور حضرت مقاتل ابن سلیمان (رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں: قیامت کے دن مخلوق سو سال تک پسینہ میں کھڑی رہے گی، پسینہ منہ کو لگام دیتا ہوگا یعنی اس سے حلق میں پھندے لگ رہے ہوں گے اور سو سال تک اندھیرے میں حیران پریشان کھڑے رہیں گے اور سو سال تک رب کے حضور (باہمی معاملات، حقوق ومظالم سے متعلق) مقدمات کا فیصلہ کرانے میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے (یعنی مضطرب وحیران پھریں گے)

مگر مومن کامل کے لئے قیامت کا پورا دن صرف ایک گھڑی

معروف خبر

(مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا) اور کہا جاتا ہے (یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ) قیامت کا دن اگرچہ اتنا بڑا دن ہوگا کہ اس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے لیکن (اس کے باوجود) وہ مومن کامل ومخلص پر البتہ ایسا گزر جائے گا جیسے ایک گھڑی گزر جاتی ہے۔ (یعنی اللہ رحیم وکریم تبارک وتعالیٰ کی رحمت برابر اس کے شامل حال رہے گی، اُسے اس دن کی دشواریوں، ہولنا کیوں کا احساس تک نہ ہوگا)

تنبیہ از مصنف علیہ الرحمہ

تو اے عقلمند! تجھ پر لازم ہے کہ (آج) دنیائے فانی کے شدائد ومصائب پر صبر کر لے اور اللہ کی اطاعت بقیہ ص ۴۲ پر

(از: مولانا محمد توصیف رضا علیمی *

عہد ماضی اور آج میں کتنا فرق

احوال قوم وملت

عہد ماضی میں بڑی بڑی جلیل القدر اور غیر معمولی قابل علمی و دینی شخصیات کو" ملا کہا جاتا تھا، جیسے" ملا حسن" ملا جیون وغیرہ پھر وقت نے پہلو بدلا اور کچھ ترقی ہوئی تو لائق وفائق صاحبان علم کو" مولوی کہا جانے لگا اور یہ بہت پہلے کی بات نہیں ہے بلکہ ابھی ماضی قریب میں بھی" مولوی صاحب کہنے کا عام رواج تھا دیکھئے" مدینۃ العلم قصبہ گھوسی ضلع مئو (یعنی اعظم گڑھ) میں حضرت شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سابق صدر مفتی دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، سلطان الواعظین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی سابق شیخ الحدیث فیض الرسول براؤں شریف جیسی عظیم علمی و دینی ہستیوں کو وہاں کے لوگ" مولوی غلام جیلانی، مولوی شریف الحق" مولوی عبد المصطفیٰ کہتے تھے اور ان حضرات کو نہ تو برا لگتا تھا اور نہ ہی وہ کوئی اعتراض کرتے تھے۔

پھر اس کے بعد" مولانا کہنا شروع ہوا، اور اپنے وقت کے عظیم وجلیل" علمائے کرام کو صرف مولانا کہا اور لکھا جانے لگا، لیکن اب عہد رواں میں لوگوں کا نفس اتنا موٹا ہو گیا ہے کہ" عربی وفارسی کی دو چار کتابیں پڑھ لینے والا بھی اپنے آپ کو" مولانا ہی نہیں بلکہ" علامہ لکھوانا اور کہلوانا پسند کرتا ہے اور اب تو اور حد ہو گئی کہ صرف" علامہ مولانا سے بھی کام چلنے والا ہے کیونکہ نفس کو تسکین نہیں ہوتی ہے، بلکہ اب بڑے تو چھوڑ دیجئے معمولی علم والے خطبا اور امام کے نام کے ساتھ" مفتی کی پیوندکاری چل رہی ہے۔

ہمارے اسلاف علمائے کرام اپنے آپ کو حضرت اور علامہ کہے جانے پر خوفزدہ رہتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ بھائی ہم علامہ اور حضرت نہیں ہیں، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ کل قیامت کے دن کس قدر مواخذہ اور باز پرس ہوگی اور کہیں ہم دھرے نہ جائیں، لیکن آج کے دور میں لوگوں کو اپنی پکڑ اور سزا و جزا کا بالکل خیال نہیں ہے اور یہ انانیت وخودی کی سیڑھی ہے جبکہ ہر شخص کو متواضع اور منکسر المزاج ہونا چاہئے کیونکہ دارین میں عافیت اسی میں ہے، اللہ ہمیں سادگی وفروتنی والا مزاج عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

علمائے کرام کی معاشی حالات پر توجہ دیجئے

اس وقت انبیائے کرام کے وارثین جس معاشی بحران سے گزر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اُن کا چلنا پھیرنا مشکل ہو گیا ہے، دل خون کے آنسو رو رہا ہے، آج تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ اُن کی تنخواہیں اتنی کم کیوں دی جاتی ہیں؟ حالانکہ مدارس ومساجد کی تعمیر کے لئے لاکھوں کروڑوں خرچ کیے جاتے ہیں لیکن جو روح ہیں جس کے بغیر نہ مدارس نہ مساجد چل سکتا ہے اور نہ اچھی تعلیم مل سکتی ہے، اُن کی اچھی تنخواہ کے لئے منتظمین بات کرنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں، بات بات پر دھمکیاں دی جاتی ہیں، یہی وجہ ہے آج کے فارغین دعوت وتبلیغ کا کام انجام دینے کی بجائے کمپیوٹر وانگریزی سیکھ کر چھوٹی موٹی نوکریاں کرنے پر مجبور ہیں۔

آج لوگ مدارس سے بیزار ہو کر اسکول وکالج کا رخ صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ وہاں سے معیشت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اگر مدارس بھی ایک ممکنہ حد تک اس کا بدل پیش کریں تو یقیناً والدین اپنے بچوں کو مدارس میں بھی اسی جوش و خروش سے بھیجیں گے جس طرح وہ اسکول وکالج بھیجا کرتے ہیں، یہ راستہ ایسا مشکل بھی نہیں کہ جس کی طرف پیش قدمی نہ کی جاسکتی ہو، صرف نیت کی ضرورت ہے بلکہ میری رائے یہ ہے کہ جن اداروں میں دو سو طلبہ کی گنجائش ہے وہاں ڈیڑھ سو ہی رکھے جائیں جہاں سو طلبہ کی گنجائش ہے، وہاں پچاس یا پچھتر بقیہ ص ۹۳ پر

* مضمون نگار الغزالی اکیڈمی و اعلیٰ حضرت مشن کے رکن ہیں۔

از: عالمہ اے رضویہ*

اعلیٰ حضرت ایک انقلاب آفریں شخصیت

اسلاف و اخلاف

شجر اسلام کی آبیاری کرنے کے لیے اللہ عزوجل نے اس دنیا میں اپنے بہت سے نیک بندوں کو بھیجا، جب جب باطل قوتوں نے اسلامی تعلیمات پر حملہ کرنے کی کوشش کی، ان قوتوں اور ان کے ناپاک عزائم کو تہ تیغ کرنے کے لیے اللہ عزوجل انبیائے کرام صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی مقدس جماعتوں کو اس دنیا میں بھیجتا رہا اور پھر ایک دن امام عشق ومحبت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز سرکار دو عالم ﷺ کا پیارا معجزہ بن کر شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

ایک مقام پر خود ہی ارشاد فرماتے ہیں: بحمدللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اللہ کے دشمنوں سے اور میرے بچوں کو بھی بفضلہ تعالیٰ اللہ کے دشمنوں سے نفرت کرنا ان کی گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا اولئك كتب في قلوبهم الايمان بحمدللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا "لا الہ الا اللہ" (جل جلالہ) دوسرے پر لکھا ہوگا "محمد رسول الله" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اس پر آپ کی یہ تمنا کہ جو آپ نے اپنے کلام میں ارشاد فرما دیا: ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اور پھر اپنے اجداد کی فضیلت اور برکات کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں: یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد علیہ الرحمہ کی، قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے، اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا، خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا، اس واقعہ کو فرمایا جاتا "وكان ابوهما صالحا" (سورۂ کہف، آیت ۸۲) یعنی ان کا باپ نیک آدمی تھا، اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ باپ ان کی چودہویں پشت میں تھا، صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے، دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں ہیں۔ (الملفوظ، حصہ سوم)

آپ کے آبا و اجداد وقت کے بڑے عالم اور عارفِ کامل تھے، ساتھ ہی علوم عقلیہ ونقلیہ میں بلند مقام رکھتے تھے، ایسے نیک اور عارفِ کامل آباؤ اجداد کی تربیت نے امام احمد رضا کو علم وفضل وکمال کی بلندیوں تک پہنچا دیا، ایسے تمام علوم وفنون کی تعداد پچاس کے قریب ہے، جن پر آپ نے سیکڑوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، کون سا علم ہے جس پر اعلیٰ حضرت نے قلم نہیں اٹھایا، تفسیر و حدیث اور فقہ وفتاویٰ کے امام تو تھے ہی، علم ریاضی، ہیئت، توقیت، فلسفہ اور علم ہندسہ میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔

آپ کی عظمت و بلندی کا مظاہرہ عہد طفولیت سے ہی ہو رہا تھا، آپ کی بچپن میں یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجائیں تو کُرتے کے دامن سے منہ چھپا لیتے، جبکہ آپ کی عمر بہت کم ہوتی، حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ نے "حیاتِ اعلیٰ حضرت" میں اس کا ذکر کیا ہے، یہ تھا "الحیاء شعبة من الایمان" اور فطری تقویٰ کا مظاہرہ جس سے ان کا باطن بالکل صاف جھلکتا تھا، ایسے واقعات جا بجا آپ کے تذکرے میں ملتے ہیں، ہمیں ان واقعات سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے، کیوں کہ اللہ کے نیک بندوں کے اقوال وافعال لائق اتباع ہوتے ہیں۔

آپ کی روزہ کشائی بڑے دھوم دھام سے ہوئی، سارے خاندان اور احباب کو مدعو کیا گیا، گھر میں افطار کا اور بہت قسم کا سامان رکھا تھا، کھانے بنے اور افطاری کا انتظام کیا گیا، ایک

* مضمون نگار جامعہ نظامیہ صالحات کرلا ممبئی کی معلمہ ہیں۔

کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لیے رکھے ہوئے تھے، رمضان المبارک گرمی کے موسم میں تھا، اعلیٰ حضرت ابھی چھوٹے تھے، مگر آپ نے بڑی خوشی سے پہلا روزہ رکھا تھا، ٹھیک دو پہر میں چہرہ بھوک اور پیاس کی شدت سے خشک ہو چکا تھا، آپ کے والد ماجد نے دیکھا تو آپ کو اس کمرے میں لے گئے، جس میں فیرنی کے پیالے رکھے ہوئے تھے اور اندر سے دروازہ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا کہ اسے کھالو: آپ نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے، کیسے کھاؤں؟ والد نے کہا کہ بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، آپ نے کہا کہ جس کا روزہ ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے! یہ سنتے ہی والد کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

آپ نے اپنے بچپن کے اس واقعہ سے ہمیں یہ درس دیا کہ اللہ عزوجل بندے کو ہر جگہ دیکھتا ہے، بندے کو گناہ کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ دنیا میں کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ تعالیٰ تو ضرور دیکھتا ہے، گناہ کرتے وقت اگر ہم اس نصیحت پر دھیان دیں گے تو بہت آسانی کے ساتھ گناہوں سے بچ جائیں گے، ورنہ شیطان تو ہمیں گناہوں کے گڑھے میں ڈالنے کے لیے پوری کوشش میں لگا ہوا ہے، ہمیں چاہیے کہ اس کی ناپاک کوششوں کو ناکام کر کے رب عزوجل کی رضا وخوشنودی حاصل کر لیں، اس سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ ہمیں بچپن سے ہی روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیے، زیادہ چھوٹے بچے ہوں تو مہینے میں ایک دو ہی روزہ رکھ لیں اور جب بالغ ہو جائیں تو ضرور پورا رکھیں۔

ایک بار اعلیٰ حضرت کے پاؤں کا انگوٹھا پک گیا، ان کے خاص جراح (جو شہر میں سب سے زیادہ ہوشیار اور ماہر جراح تھے جن کو بعض سول سرجن بھی خطرناک آپریشن میں شریک کرتے تھے ان کا نام مولی بخش مرحوم تھا) نے اس انگوٹھے کا آپریشن کیا پٹی باندھنے کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ حضور! اگر حرکت نہ کریں گے تو یہ زخم دس بارہ روز میں خشک ہو جائے گا ورنہ زیادہ وقت لگے گا وہ یہ کہہ کر چلے گئے، یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ مسجد کی حاضری اور جماعت میں پابندی ترک کر دی جائے جب ظہر کا وقت آیا آپ نے وضو کیا کھڑے نہ ہو سکتے تھے تو بیٹھ کر باہر پھاٹک تک آ گئے، لوگوں نے کرسی پر بیٹھا کر مسجد پہنچا دیا اور اس وقت اہل محلہ اور خاندان والوں نے یہ طے کیا کہ علاوہ مغرب کے ہر اذان کے بعد ہم سب میں سے چار مضبوط آدمی کرسی لے کر گھر میں حاضر ہو جایا کریں گے اور پلنگ ہی پر سے کرسی پر بیٹھا کر مسجد کے محراب کے قریب بیٹھا دیا کریں گے اور مغرب کی نماز کے وقت کے اندازے سے حاضر ہو جایا کریں گے۔

یہ سلسلہ تقریباً ایک ماہ تک بڑی پابندی سے چلتا رہا جب زخم اچھا ہو گیا اور آپ خود چلنے کے قابل ہو گئے تو یہ سلسلہ ختم ہوا کرسی اٹھانے والے چار آدمیوں میں سے التزام کے ساتھ اکثر میں (حسنین رضا خان) بھی ہوتا تھا اس عمل کو میں اپنی بخشش کا بڑا ذریعہ سمجھتا ہوں نماز تو نماز ہے ان کی جماعت کا ترک بھی بلا عذر شرعی شاید کسی صاحب کو یاد نہ ہوگا۔ (سیرت اعلیٰ حضرت، صفحہ 44—45)

یہ تھی امام احمد رضا کے شب وروز کی ایک جھلک! اللہ کا خوف، شریعت مصطفےٰ کا پاس ولحاظ اتنا تھا کہ پیر میں شدید زخم ہونے کے باوجود نماز تو نماز جماعت کو بھی ترک نہیں کیا، ایسی حالت میں بھی جماعت کا اہتمام کیا، ان واقعات سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ قرآن مجید کی آیت ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا'' کے سچے مصداق تھے جیسا کہ دنیا والوں نے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، آپ کی زندگی میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں، جس سے آپ کے شریعت کے عامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے، آپ نے پوری زندگی سنت مصطفیٰ پر عمل کرتے ہوئے گزاری، آپ بہت بڑے عاشق رسول ﷺ تھے، آپ کی شاعری عشق مصطفےٰ کی بہترین مثال ہے، مولیٰ ہمیں بھی عشقِ مصطفےٰ میں سنت مصطفےٰ پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما، آمین بجاہِ سید المرسلین۔ ◆

ص ۵۴ کا بقیہ........................

کبھی تاریخ کے صفحات میں گم ہو نہیں سکتا
کچھ ایسا کارنامہ معتبر احمد رضا کا ہے

مخالف ہر طرح سے ہو گئے ناکام اے گوہر
مگر پھر بھی یہاں روشن اثر احمد رضا کا ہے

رحمٰن بھی راضی رہے اور خوش رہے شیطان بھی

(از: نعمت اللہ خاں علیمی

ہمیں بحیثیت مسلمان ہر وقت صرف اور صرف اپنے رب جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر اللہ و رسول راضی ہو گئے تو دنیا اور اہل دنیا ہمارے لئے مسخر ہو جائیں، ہماری عزت واحترام کریں گے اور ہر گام پر کامیابیاں ہمارے قدموں میں ہوں گی اور اگر ہم اہل کفار کو راضی کرنے کی کوشش میں لگ گئے تو ہماری دنیا و آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جائیں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم۔ (القرآن) اور تم سے یہود و نصاریٰ اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔''

بھارت میں صرف لوگ بدل گئے ہیں، یہود کی جگہ پر آپ ہنود سمجھ لیجیے! پروردگار عالم کا خطاب صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ ان کی امت سے بھی ہے، یہ آیت کریمہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے ایک سبق دے رہی ہے، کہ غیر مسلم تم سے اسی وقت خوش ہو سکتے ہیں جب تم ان کے مذہب کی پیروی کرو، ہولی مناؤ دیوالی مناؤ، درگا پوجا میں شامل رہو، کانوڑ یاترا میں شامل رہو، ماتھے پر تلک لگا کر ان کے ساتھ جے شری رام کے نعرے لگاؤ، ان کے مذہبی اور بت پرستی کے دنوں کی انہیں مبارکباد دو اور یوگا کرو! اب آپ کے اوپر ہے کہ آپ اللہ اور رسول کو راضی کرنا چاہتے ہیں کہ ہنود کو؟

لگے ہاتھوں یہ بھی جان لیں کہ ہنود کا تعلق یہود سے دور حاضر میں بہت ہی گہرا ہے، کبھی ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا انگریزوں کے لیے کہ ''عفرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے'' ان کا یہ شعر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ ہنود کے لئے ''ہنود کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے'' اور ہے، بالکل ہے، آج یہ مسلمانوں کی دشمنی میں یہودیوں سے رشتہ جوڑ کر مسلمانوں کی ہمیشہ دل آزاری کیا بقیہ ص ۴۶ پر

یقیناً خدا موجود ہے

(از: سوشل میڈیا

ایک عالم نے ایک بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھ کر فرمایا: بڑی بی! ساری عمر چرخہ ہی کاتا یا کچھ اپنے خدا کی پہچان بھی کی؟ بڑھیا نے جواب دیا: بیٹا! سب کچھ اسی چرخہ میں دیکھ لیا، فرمایا: بڑی بی! یہ تو بتاؤ کہ خدا موجود ہے یا نہیں؟ بڑھیا بقیہ ص ۱۷ پر

فضیلت اور خدمت کے لحاظ سے والدین کا مقام

فضیلت اور ادب کے لحاظ سے والد، والدہ پر مقدم ہے اور خدمت کے لحاظ سے والدہ کو اولین حیثیت حاصل ہے۔

(از: مولانا عاشق علی مصباحی
دارالعلوم غریب نواز ناندیڑ

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے:

''عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم 'فقال يا رسول الله! من أحق بحسن صحابتي؟ فقال'' أمك '' قال ثم من؟ قال ''امك'' قال ثم من؟ قال ''أمك '' قال ثم من؟ قال ''ثم ابوك۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 5971)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک صحابی رسول حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حق دار کون ہیں؟

آپ نے فرمایا تمہاری والدہ زیادہ حق دار ہے! انھوں نے پھر عرض کیا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ زیادہ حق دار ہے! انھوں نے پھر عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ ہی تمہارے حسن سلوک کی زیادہ حق دار ہے جب صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ پھر عرض کیا کہ حسن سلوک کے زیادہ مستحق کون ہیں؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد بقیہ ص ۴۲ پر

مختصرات

منظومات

ہے فصیل شہر الفت پر لکھا نام رضا

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک

ہو گیا سب پر عیاں، کس جا چُھپا نام رضا
اشتہارات فلک میں بھی چھپا نام رضا

اہل حق کو، صوفیوں کو دے گیا نام رضا
معرفت کا اور حقیقت کا پتہ نام رضا

دیکھتے ہیں اہل دل اہل محبت جا بجا
ہے فصیل شہر الفت پر لکھا نام رضا

داد دی ہے حاسدوں نے بھی ہمیں بے ساختہ
جب زباں پر آ گیا شعر رضا نام رضا

ہو گیا تھا حق و باطل کا وہیں پر امتیاز
سنیوں نے، رضویوں نے جب لیا نام رضا

ہو گئی میری رسائی معرفت کے شہر تک
میرے مرشد نے مجھے سکھلا دیا نام رضا

بقیہ ص ۲۷ ؍ پر

کون ہے جس سے گھٹے عزتِ اعلیٰ حضرت

از: فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

ہر زباں پر ہے رَواں مِدحت اعلیٰ حضرت
واہ کیا شان ہے، کیا شوکتِ اعلیٰ حضرت

اونچے اونچوں کو پتہ اُن کے قدم کا نہ ملا
جانے کس اَوج پہ ہے رفعت اعلیٰ حضرت

ہر سطر عشقِ رسالت کی گواہی دے گی
دل کی آنکھوں سے پڑھو سیرتِ اعلیٰ حضرت

چودھویں کا وہ مجدد ہوا بدرِ کامل
ختم ہو گی نہ کبھی طلعت اعلیٰ حضرت

عشقِ سرکار نے ممتاز کیا ہے اُن کو
کون ہے جس سے گھٹے عزتِ اعلیٰ حضرت

بغض والوں کی نظر اُن کا عُلو کیا سمجھے
عشق والوں سے سنو! عظمتِ اعلیٰ حضرت

بقیہ ص ۲۷ ؍ پر

نبی کے باغیوں کے دل میں ڈر احمد رضا کا ہے

از: محبوب گوہر اسلام پوری

ہمیشہ پھولتا پھلتا شجر احمد رضا کا ہے
بڑا خوش ذائقہ ہر اک ثمر احمد رضا کا ہے

ہے جس کی ذاتِ عالی مرتبت پہ ناز تقوی کو
خدا کے فضل سے ایسا پسر احمد رضا کا ہے

کبھی مرعوب ہو سکتا نہیں باطل کی بھبکی سے
دِوانہ خود ہی بیباک و نڈر احمد رضا کا ہے

نہ جانے کس گھڑی کلک کا وار ہو جائے
نبی کے باغیوں کے دل میں ڈر احمد رضا کا ہے

کسے اسلاف کی خدمات سے انکار ہے لیکن
ہے جو کچھ اس صدی میں سر بہ سر احمد رضا کا ہے

کرے پسپا جو تنہا قوت باطل کو میداں میں
بتاو؟ کا کا ہے، ایسا جگر احمد رضا کا ہے

بقیہ ص ۵۲ ؍ پر

واصف احمد مختار بریلی والے

از: محمد جسیم اکرم مرکزی

مہبط بہجۃ الاسرار بریلی والے
منبع زبدۃ الآثار بریلی والے

کہتے ہیں معجزۂ شاہ مدینہ جن کو
خلق وحدت میں وہ شہکار بریلی والے

ہر ادا ان کی ہے تصویر شہنشاہ عرب
واہ کیا عاکسِ کردار بریلی والے

آپ سا ہند میں آیا نہیں کوئی اب تک
واصف احمد مختار بریلی والے

موہ لیتا ہے دل بلبل باغ جنت
آپ کا لہجۂ گفتار بریلی والے

بہر دیدار تڑپتے ہوئے اے ماہ جبیں
بڑھ گیا درد دل زار بریلی والے

بقیہ ص ۳۴ ؍ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597